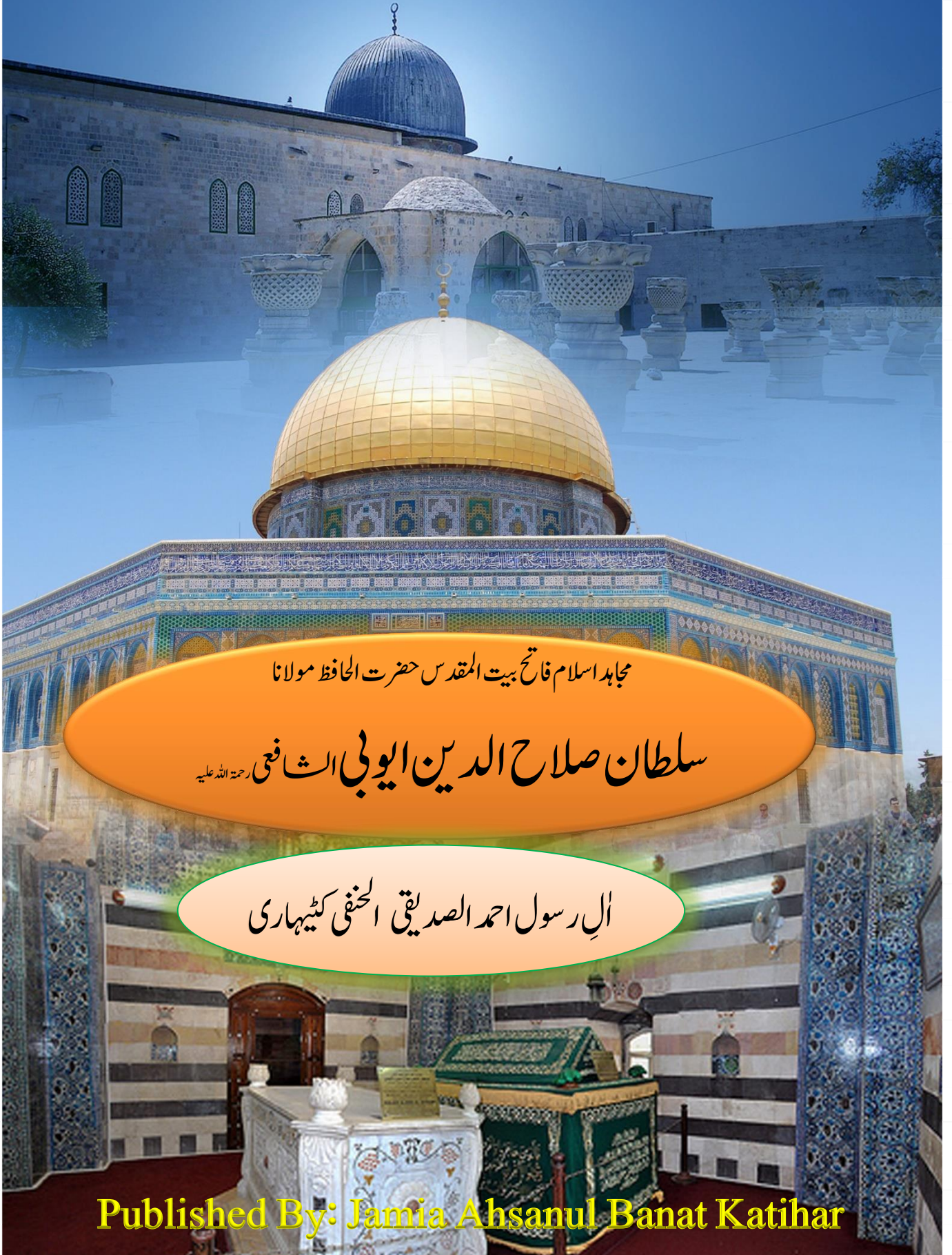


تنزل الرحمة عند ذكر الصالحين
صالحین کے ذکر کے وقت اللہ عزوجل کی رحمت نازل ہوتی ہے



مجاہد اسلام فاتح بیت المقدس حضرت الحافظ مولانا

سلطان صلاح الدین ایوبی الشافعی رحمۃ اللہ علیہ

ال رسول احمد الصدیقی الخنفي کٹیہاری

Published By: Jamia Ahsanul Banat Katihar

نذرانہ عقیدت

حضور تاجدار کربلا، سید الشہداء مظہر شجاعت و شجاعت نبوت، پیکر عشق و محبت و صبر و استقامت،
سید شباب اہل الجنت، مقصد اہل عقیدت و محبت، ریحان محمد مصطفیٰ ﷺ، دلبند علی المرتضیٰ
کرم اللہ وجہہ الکریم، نور دیدہ مخدومہ کائنات سیدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا، راحت جان امام
حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ، امام عالی مقام فخر کونین سید الشہداء سیدنا امام حسین رضی اللہ
تعالیٰ عنہ وارضاه عنان نور روحہ، اوصل الینا برکاتہ وفتوحہ، حضور پر نور غوث الاعظم محبوب سبحانی الشیخ محی
الدین ابو محمد عبدالقادر الحسنی الحسینی الجیلانی رضی اللہ عنہ، تارک السلطنت غوث العالم محبوب یزدانی
سلطان اوحد الدین قدوۃ الکبریٰ مخدوم سید اشرف جہانیاں جہانگیر سمنانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، مجمع
البحرین حاجی الحرمین الشریفین اعلیٰ حضرت قدسی منزلت مخدوم الاولیاء مرشد العالم محبوب ربانی ہم شبیہ
غوث الاعظم حضرت سید شاہ ابواحمد المدعو محمد علی حسین اشرف اشرفی میاں الحسنی
الحسینی قدس سرہ النورانی، شیخ الاسلام والمسلمین حضرت مولانا الشاہ امام احمد رضا خاں فاضل
بریلوی قدس سرہ اور دیگر تمام اولیائے کاملین عارفین رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کے مقدس و مکرم و معزز
بارگاہوں میں اپنی اس کاوش کو پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ اپنے محبوب
صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے اور وسیلے سے قبول فرما کر تمام مؤمنین والمؤمنات کی مغفرت فرمائے آمین۔

فقیر قادری گدائے اشرف سمنان

آل رسول احمد الصدیقی الاشرفی القادری کٹیہاری

المملکۃ العربیۃ السعودیہ

قصيدة بردة شريف

ابو عبد الله امام شرف الدين ابن سعد البوصيري المصري رحمة الله عليه

مولاي صلي وسلم دائما أبدا
محمد سيد الكونين والثقلين
علي حبيبك خير الخلق كلهم
مولاي صلي وسلم دائما أبدا

هو الحبيب الذي ترجي شفاعته
مولاي صلي وسلم دائما أبدا
لكل هول من الأهوال مقتحم
علي حبيبك خير الخلق كلهم

ثم الرضا عن أبي بكر وعن عمر
مولاي صلي وسلم دائما أبدا
وعن علي وعن عثمان ذي الكرم
علي حبيبك خير الخلق كلهم

والال والصحب ثم التابعين فهم
مولاي صلي وسلم دائما أبدا
أهل التقى والنقا والحلم والكرم
علي حبيبك خير الخلق كلهم

يا رب بالمصطفى بلغ مقاصدنا
مولاي صلي وسلم دائما أبدا
واغفر لنا ما مضى يا واسع الكرم
علي حبيبك خير الخلق كلهم

واغفر إلهي لكل المسلمين بما
مولاي صلي وسلم دائما أبدا
يتلوه في المسجد الأقصى وفي الحرم
علي حبيبك خير الخلق كلهم

الصلواة والسلام عليك يا سيدي يا سيدي يا رسول الله

وعلى الك واصحابك يا نور من نور الله

فہرست

۵۴ :	گستاخ رسول کی سزا	۰۲ :	تقریظ
۵۵ :	عشق رسول ﷺ	۰۶ :	حمد باری تعالیٰ
۵۶ :	فتح بیت المقدس	۰۷ :	نعت شریف
۶۰ :	شعائر مقدسہ کی حفاظت	۰۸ :	منقبت
۶۰ :	مسجد اقصیٰ کی صفائی	۱۲ :	والد ماجد
۶۰ :	آپ کی امامت	۱۳ :	ولادت باسعادت
۶۱ :	تیسری صلیبی جنگ	۱۶ :	فیضان غوث الاعظم رضی اللہ عنہ
۶۳ :	عظیم جنگی کارنامے	۱۹ :	بچپن کا واقعہ
۶۴ :	وصال پر ملال	۲۰ :	حضرت نور الدین زنگی علیہ الرحمہ
۶۷ :	اقوال سلطان صلاح الدین ایوبی	۲۲ :	بیت المقدس
۷۱ :	مآخذ و مؤلف	۲۴ :	مسجد اقصیٰ کی تعمیر
۷۲ :	دعوت عمل	۲۶ :	قبة الصخرہ
		۳۹ :	ابتدائی دور
		۴۰ :	ادب و آداب
		۴۱ :	شاہ ار بل ابوسعید مظفر الدین
		۴۸ :	حسن و سلوک
		۵۱ :	جذبہ جہاد
		۵۲ :	ولی اللہ کی بشارت
		۵۳ :	کردار کا موازنہ



تقریظ

خلیفہ حضور اشرف العلماء علیہ الرحمہ پیر طریقت رہبر شریعت حضرت علامہ محمد عمر ارشدی اشرفی صاحب قبلہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

انا اعطینک الکوثر

اے محبوب! ہم نے آپ کو بہت عطا کر دیا

یعنی ہم نے آپ کو سب کچھ دے دیا، مالک و مختار بنا دیا

بات ظاہر ہے کہ جب کسی کو کسی چیز کا مختار بنا دیا جائے تو اسے اختیار ہوتا ہے کہ وہ جسے چاہے عطا کر دے، اسے مکمل اختیار ہے، مولائے کریم جل وعلا نے اپنے پیارے محبوب صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو بہت کثیر عطا کیا اور محبوب جب مالک و مختار ہوئے تو انہوں نے بھی لوگوں کو عطا کرنا شروع کیا، کیوں کہ آپ کو اختیار ہے۔ کسی کو صدیق اکبر، کسی کو فاروق اعظم، کسی کو عثمان ذوالنورین، کسی کو مولائے کائنات مشکل کشا۔ رضی اللہ عنہم اجمعین۔ جو جس کے لائق تھے انہیں اسی طرح عطا کیا اور حضور محبوب سبحانی شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کو اتنا کچھ عطا فرمایا کہ آپ نے اعلان فرمادیا، قدمی ہذہ علی رقبة کل ولی اللہ۔ میرا یہ قدم تمام اولیاء اللہ کی گردن پر ہے۔

مزرع چشت بخارا و عراق و اجمیر

کون سی کشت پہ برسا نہیں جھالا تیرا

جو اعلان کسی نے اب تک نہیں کیا تھا وہ اعلان حضور غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا اور اعلان سنتے ہی جملہ اولیاء کرام نے اپنے اپنے مقام پر سے اپنی گردن جھکا دی اور تسلیم کیا کہ بیشک آپ کا قدم مبارک ہماری گردن پر ہے۔

یہ چشتی، سہروردی، نقشبندی

ہر اک تری طرف مائل ہے یا غوث

اسی عظیم شخصیت حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا ایک فیض یافتہ (جسے دنیا حضرت حافظ مولانا سلطان صلاح الدین ایوبی شافعی علیہ الرحمہ کے نام سے جانتی ہے) کی ذات والاصفات ہے۔
 برادر گرامی حضرت حافظ مولانا الحاج آل رسول احمد الصدیقی صاحب قبلہ اشرفی کیٹھاری مدظلہ العالی نے سیرت پر بنام (سلطان صلاح الدین ایوبی علیہ الرحمہ) لکھ کر بہت بڑی خدمت انجام دی ہے، یوں تو حضرت سلطان کے بارے میں بیشمار، سیرت، ناول اور رسالے لکھی جا چکی ہیں، مگر موصوف کا انداز بیان سب سے مختلف نظر آتا ہے۔

موصوف نے حضرت سلطان ایوبی علیہ الرحمہ کی زندگی کے ہر پہلو پر روشنی ڈالنے کی بھرپور کوشش کی ہے، ہر بات کو مستند دلائل سے ثابت کیا ہے، یقیناً یہ فیضان حضور غوث العالم محبوب یزدانی سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی رضی اللہ عنہ ہی ہے کہ جب حضرت کوئی کتاب لکھنے کا ارادہ کرتے ہیں تو از غیب مواد ملتے جاتے ہیں اور حضرت کی کتاب مکمل ہو جاتی ہے۔

اس پر فتن دور میں لوگ پولیٹکس اور دیگر دنیاوی خرافات کا علم تو رکھتے ہیں مگر انہیں آقائے کریم ﷺ کی سیرت و شمائل کا علم ہے اور نہ ان ہستیوں کے بارے میں کچھ جانتے ہیں، جنہوں نے اپنے مال و اسباب اور اپنی پوری زندگی خدمت دین و اشاعت اسلام کے لئے وقف فرما دیا تھا، ان کا جینا مرنا سب رضائے الہی اور رضائے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق ہوا کرتا تھا۔ کاش کہ ہمارے نوجوان ان سلاطین و محبوبین خدا کی سیرت پڑھیں اور اس پر عمل کرنے کی کوشش کریں۔

دعا ہے کہ مولائے کریم حضرت مولانا آل رسول احمد صاحب قبلہ اشرفی کیٹھاری کے علم و عمل و عمر میں برکت عطا فرمائے اور انہیں خوب خوب دین متین کی خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور اس کتاب کو مقبول خاص و عام فرمائے۔ آمین، بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

دعا گو...

محمد عمر ارشدی اشرفی بلراپوری عفی عنہ
 (خانقاہ ارشدیہ اشرفیہ جہانگیرہ گوانڈیا)

حمد باری تعالیٰ

وہی رب ہے جس نے تجھ کو ہمہ تن کرم بنایا
ہمیں بھیک مانگنے کو ترا آستان بتایا
تجھے حمد ہے خدایا تجھے حمد ہے خدایا
تمہیں حاکم برایا تمہیں قاسم عطایا
تمہیں دافع بلایا تمہیں شافع خطایا
کوئی تم سا کون آیا تجھے حمد ہے خدایا
وہ کنواری پاک مریم وہ نفخت فیہ کادم
ہے عجب نشانِ اعظم مگر آمنہ کا جایا
وہی سب سے افضل آیا تجھے حمد ہے خدایا
یہی بولے سدرہ والے چمن جہاں کے تھالے
سبھی میں نے چھان ڈالے ترے پایہ کانہ پایا
تجھے یک نے یک بنایا تجھے حمد ہے خدایا
ارے اے خدا کے بندو! کوئی میرے دل کو ڈھونڈو
مرے پاس تھا ابھی تو ابھی کیا ہوا خدایا
نہ کوئی گیانہ آیا تجھے حمد ہے خدایا
ہمیں اے رضا ترے دل کا پتا چلابہ مشکل
درِ روضہ کے مقابل وہ ہمیں نظر تو آیا
یہ نہ پوچھ کیسا پایا تجھے حمد ہے خدایا

از کلام: سیدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا علیہ الرحمہ

خدائے برتر وبالا ہمیں پتہ کیا ہے
ترے حبیب مکرم کا مرتبہ کیا ہے
خدا کی شان جلال و جمال کے مظہر
ہر ایک سمت ہے تو ہی ترے سوا کیا ہے
کوئی بلال سے پوچھے خبیب سے سمجھے
خمارِ الفت محبوب کبریا کیا ہے
غمِ فراق نبی میں جو آنکھ سے نکلے
خدا ہی جانے ان اشکوں کا مرتبہ کیا ہے
کرم کرم کہ کریمی ہی شان ہے تیری
ترے کرم کے مقابل مری خطا کیا ہے
جو میری جان سے زیادہ قریب ہیں مجھ سے
انہیں کو ڈھونڈ رہا ہوں مجھے ہوا کیا ہے
فقط تمہاری شفاعت کا آسرا ہے حضور
ہمارے پاس گناہوں کے ماسوا کیا ہے
بخاری پڑھ کے بھی شان محمد عربی
سمجھ نہ پائے اگر تم پھر پڑھا کیا ہے
کھڑا ہے اخترِ عاصی درِ مقدس پر
حضور آپ کی رحمت کا فیصلہ کیا ہے
از کلام: شیخ الاسلام علامہ سید مدنی میاں صاحب قبلہ

نعت شریف

تم فرسودہ جاں پارہ ز ہجراں یا رسول اللہ ﷺ
 دلم پڑمردہ آوارہ ز عصیاں یا رسول اللہ ﷺ
 چوں سوئے من گذر آری من مسکین ز ناداری
 فدائے نقش نعلینت کم جاں یا رسول اللہ ﷺ
 چوں بازوئے شفاعت را کشا بر گناہگاراں
 مکن محروم جامی را در آں یا رسول اللہ ﷺ

غم فراق سے رہتی ہے انتشار میں روح یارب کبھی گئی نہیں اہل جہاں کی نیند
 جو وصل ہو تو رہے شاد جسم زار میں روح بس رند ہیں کہ اونگھ کہاں کی کہاں نیند
 نہ قبر پر بھی اگر بعد مرگ آیا تو سونا نصیب ہوگا تو آغوش قبر میں
 رہے گی تیرے ہی تا حشر انتظار میں روح یعنی کبھی اچٹی نہیں ہے وہاں کی نیند
 سنا دے مژدہ دیدار جلد اے قاصد بیداریاں بلند نصیب کو ہیں نصیب
 بہت دنوں سے تپاں ہے فراق یار میں روح میں نے کبھی سنا ہی نہیں آسمان کی نیند
 نہ سخت ہاتھ لگاؤ سنبھل کے شانہ کرو کمبخت جاگ جاگ پڑا سو رہا ہے کیوں
 چھپی ہے کاکل مشکیں کے تار تار میں روح اے دل تجھی نے پائی ہے کیا کل جہاں کی نیند
 طبیب دیکھ کے بیمارِ عشق کو بولا آنکھیں تو سو رہی ہیں مگر دل ہے جاگتا
 بس اک حباب سی باقی ہے جسم زار میں روح اللہ رے رسول خدائے جہاں کی نیند
 اگر نہ آئے عیادت کو وقت نزع بھی تم زندوں میں ہے شمار نہ مردوں میں ہے شمار
 تڑپ تڑپ کے رہے گی مرے مزار میں روح کتنی بری بلا ہے یہ پیر وجواں کی نیند
 خبر نہیں تن لاغر کی اشرفی ہم کو سید یہی ہے حکم تو فوراً چلے چلو
 بھٹکتی پھرتی کہیں ہوگی کوئے یار میں روح اب توڑنی ہے جلد ہی ہندوستان کی نیند

از قلم: حضور محدث اعظم ہند کچھو چھو علیہ الرحمہ

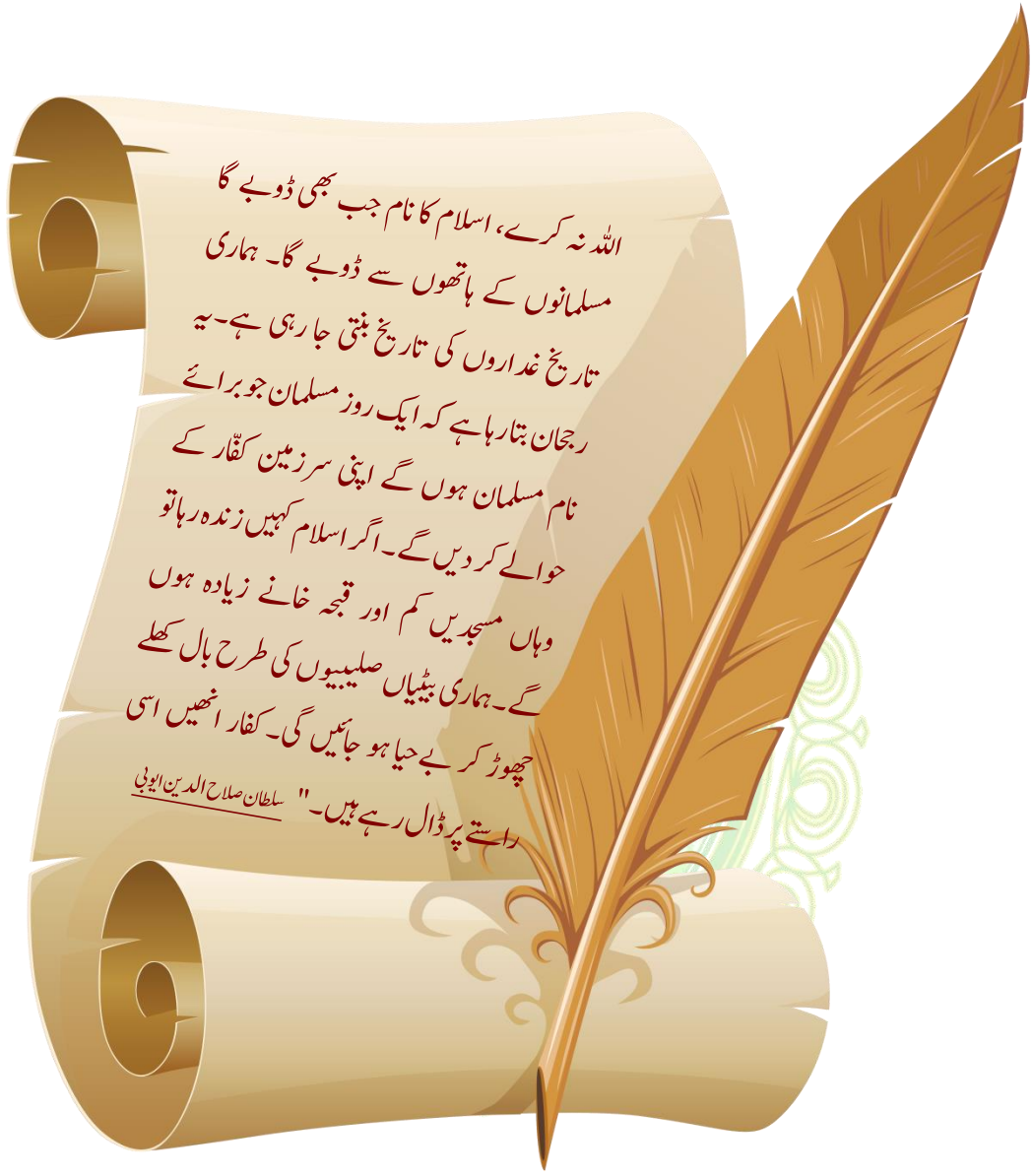
از قلم: اعلیٰ حضرت اشرفی میاں کچھو چھو علیہ الرحمہ

مجاہد اسلام شیریزداں فاتح بیت المقدس حضرت سلطان صلاح الدین ایوبی علیہ الرحمہ

حصارِ دولتِ ایمان صلاح الدین ایوبی
مثالی ہے ترا کردار عشقِ مصطفائی میں
یقیناً آپ کی سیرت ہے عکسِ فاتحِ خیبر
درِ غوثِ لوری کی اک کرامت آپ کی ہستی
ترے جوہر نکھارے شاہِ نورالدین زنگی نے
لبِ عالم پہ ہے اب بھی قصیدہ تیری جرأت کا
تری جلوہ نمائی آج بھی ہے قصرِ ملت میں
مسلمان کے رگوں میں جوش ہے کردار سے تیرے
لہو دے کر چراغِ حق کو ایسی روشنی بخشی
تری شمشیر کے آگے ہوئی خمِ گردنِ باطل
زمانے کو وہ جوہر تو نے جانبازی دکھلائے
بڑھی ہے شوکتِ اہلِ وفا تیری قیادت سے
تیری چشمِ وفا، کرتی ہے ملت کی نگہبانی
ترا بیت المقدس، پھر تجھے آواز دیتا ہے
مجاہد پھر اٹھیں، تیرے لہو کی گرمیاں لے کر
کتابِ حق کا زریں باب، تیری حکمرانی تھی
تری بے باک فطرت کو نہ بھولے گا کبھی عالم
قیامت تک تری شوکت کے جلوے کم نہیں ہونگے
فریدی کے قلم سے دشمنِ اسلام ہیں گھائل

بہارِ گلشنِ عرفاں صلاح الدین ایوبی
شہِ کونین ہیں نازاں صلاح الدین ایوبی
نقیبِ مسلک عثمان صلاح الدین ایوبی
دعائے سید جیلاں صلاح الدین ایوبی
بنی فطرت گلِ ریحاں صلاح الدین ایوبی
دیارِ کفر ہے لرزاں صلاح الدین ایوبی
تمہیں ہو وقت کے سلطان صلاح الدین ایوبی
وقارِ دین کے عنوان صلاح الدین ایوبی
ہر میت کھا گیا طوفاں صلاح الدین ایوبی
کہ تو ہے ضیغِ یزداں صلاح الدین ایوبی
شجاعتِ خود ہوئی حیراں صلاح الدین ایوبی
ہے ملت پر ترا احساں صلاح الدین ایوبی
جہانِ عشق کے رضواں صلاح الدین ایوبی
فلسطین، بن گیا زنداں صلاح الدین ایوبی
کریں وہ کفر کو بے جاں صلاح الدین ایوبی
پلٹ آئے وہ عز و شہاں صلاح الدین ایوبی
ہو تجھ پر رحمتِ رحلِ صلاح الدین ایوبی
حبیبِ صاحبِ قرآن صلاح الدین ایوبی
مرا حامی، ترا پیکاں صلاح الدین ایوبی

از قلم: حضرت علامہ محمد سلمان رضا فریدی صدیقی مصباحی (مسقط، عمان)



اللہ نہ کرے، اسلام کا نام جب بھی ڈوبے گا
مسلمانوں کے ہاتھوں سے ڈوبے گا۔ ہماری
تاریخ غداروں کی تاریخ بنتی جا رہی ہے۔ یہ
رجحان بتا رہا ہے کہ ایک روز مسلمان جو برائے
نام مسلمان ہوں گے اپنی سرزمین کفار کے
حوالے کر دیں گے۔ اگر اسلام کہیں زندہ رہا تو
وہاں مسجدیں کم اور قبحہ خانے زیادہ ہوں
گے۔ ہماری بیٹیاں صلیبیوں کی طرح بال کھلے
چھوڑ کر بے حیا ہو جائیں گی۔ کفار انھیں اسی
راستے پر ڈال رہے ہیں۔" سلطان صلاح الدین ایوبی

اپنی والدہ محترمہ کے نام

دنیا میں مجھے جو بھی ملا جتنا ملا ہے

سب کچھ یہ میری ماں کی دعاؤں کا صلہ ہے

از قلم..... اے آراحمہ

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ
أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

صلی علی نبینا صلی علی محمد
صلی علی شفیعنا صلی علی محمد
من علینا ربنا اذ بعث محمدًا ایدہ بأیدہ ایدنا بأحدنا
ارسلہ مبشرًا ارسلہ ممجدًا صلوا علیہ دائماً صلوا علیہ سمدًا
صلی علی نبینا صلی علی محمد
صلی علی شفیعنا صلی علی محمد

خداوند بزرگ و برتر رحمن و رحیم کا ہم ناتواں پہ کروڑ ہا کروڑ احسان کہ جس نے ہمیں دولتِ ایمان
اور دامنِ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم جیسی نعمت سے نوازا۔ اللہ رب العزت جل جلالہ نے انسان کی بھلائی
کے لئے انبیاء و رسل کو مبعوث فرمایا۔ ان پاکیزہ ہستیوں نے انسان کو خلاق لم یزل کی اطاعت
و فرمانبرداری کی دعوت دی۔ انبیاء و رسل کی تشریف آوری کا یہ سلسلہ چلتا رہا اور خاتم المرسلین صلی اللہ
علیہ وسلم کی بعثت پر ختم ہو گیا۔ پھر دعوت اسلام کا کام امت محمدی کے ذمے آ گیا۔ مصطفوی پیغام کو عام
کرنے کے لئے اللہ نے یکے بعد دیگر حضور پر نور غوث الاعظم محبوب سبحانی الشیخ محی الدین ابو محمد
عبد القادر الحسینی الجیلانی رضی اللہ عنہ جیسی عظیم ہستی کو پیدا فرمائی جن کی فیض کا جھلک الملک
الناصر ابو المنظر صلاح الدین والدین یوسف بن ایوب بن شاذی بن مروان بن یعقوب الدؤینی التکریتی
(۵۳۲-۵۸۹ ہجری، ۱۱۳۸-۱۱۹۳ عیسوی) ہیں۔

حیات المعظم فی مناقب سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ میں نقل کیا گیا ہے کہ نائب مصطفیٰ
تاجدار بغداد پیر لاثانی، قطب ربانی محبوب سبحانی سیدنا حضور غوث الاعظم رضی اللہ عنہ اپنے چند مریدین
کے ساتھ عراق کے کردستان علاقہ میں تشریف لے گئے۔ یہ پوری بستی کئی لاکھ افراد پر مشتمل تھی اور
ان کا مذہب عیسائیت تھا۔ طبیعت کے لحاظ سے بہت سخت قوم تھی۔ اسلام کا پیغام آنے کے باوجود
سینکڑوں برس گزر جانے کے بعد اس قوم کے لوگ عیسائیت پر قائم تھے۔ آپ نے ان کے مرکز میں
پہنچ کر ان کے بڑے بڑے سرداران قبائل کو دین اسلام کی دعوت دی۔ آپ کی اس دعوت اسلام پر
ان کا ایک پادری سامنے آیا اور وہ اس قوم کا بہت بڑا عالم مانا جاتا تھا۔ وہ کچھ عرصہ بغداد شریف اور مصر

میں بھی رہ چکا تھا۔ اس نے مسلمان علمائے کرام سے کچھ حدیثیں بھی سن رکھی تھیں۔ آپ سے مخاطب ہو کر کہنے لگا کہ کیا آپ کے نبی (صلی اللہ علیہ والہ واصحابہ وسلم) کا یہ فرمان ہے:

علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل ترجمہ: میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے انبیاء کی طرح ہوں گے۔
آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا تم کو اس میں کوئی شک ہے؟

وہ پادری کہنے لگا: حضرت عیسیٰ روح اللہ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام جو اللہ تعالیٰ کے پیغمبر تھے۔ ان کو اللہ تعالیٰ نے یہ معجزہ دیا تھا کہ وہ ٹھوکر سے مردہ کو زندہ کر دیتے تھے۔ اب اس حدیث کی رو سے آپ کے نبی (صلی اللہ علیہ والہ واصحابہ وسلم) کی امت کے علمائے کرام میں سے آپ ہیں۔ لہذا بنی اسرائیل کے پیغمبروں کی طرح ہوئے۔ وہ تو ٹھوکر سے مردہ زندہ کر دیتے تھے تو ہم تو جب جانیں کہ آپ بھی مردہ کو زندہ کر کے دکھائیں۔

آپ نے ارشاد فرمایا: بلاشبہ ہمارے آقا سرور کائنات (صلی اللہ علیہ والہ واصحابہ وسلم) کی امت کے علمائے ربانین یعنی اولیاء اللہ کی شان یہی ہے، یہ تو کوئی مشکل بات نہیں۔ تم کون سے مردے کو زندہ دیکھنا چاہتے ہو؟

چنانچہ قریب ہی ایک قبرستان کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ اس مردہ کو زندہ دیکھنا چاہتے ہیں۔
آپ اس قبر کے قریب تشریف لے گئے اور آپ نے اس قبر کو ٹھوکر مارتے ہوئے ارشاد فرمایا:
قم باذن اللہ۔ "اللہ کے حکم سے اٹھ!"

قبر شق ہو گئی اور اس میں سے ایک شخص باہر نکلا اور نکلتے ہی سلام کیا اور پوچھا کیا قیامت ہو گئی؟
سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نہیں ابھی قیامت نہیں ہوئی بلکہ تمہیں اٹھایا گیا ہے۔
تم اپنے بارے میں بتاؤ۔

اس نے کہا: میں حضرت دانیال علیہ السلام کا امتی ہوں اور میں ان کے ماننے والوں میں سے تھا۔
میرا حال اچھا ہے اور اس دین اسلام ہی برحق ہے اور فلاح و کامرانی اور نجات کا دار و مدار اسی دین کو قبول کرنے اور اس پر عمل پیرا ہونے میں ہے۔

سرکار غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اب تم واپس جاؤ، تمہیں قیامت میں پھراٹھایا جائے گا۔ یہ عظیم کرامت دیکھ کر وہاں موجود تمام کردوں نے اور اس عالم نے اسلام قبول کر لیا اور اس طرح کرد قبائل نور اسلام سے منور ہو گئے۔ پھر یہ لوگ اسلامی لشکر میں شامل ہو گئے۔

مصنف حیات المعظم علیہ الرحمہ مزید آگے فرماتے ہیں کہ "اس کے بعد اس قوم میں سے ایسے مجاہدین پیدا ہوئے جنہوں نے اسلام کے لئے بڑی بڑی فتوحات حاصل کیں۔ ان میں سے ایک فاتح، مجاہد اسلام حضرت سلطان صلاح الدین ایوبی رحمۃ اللہ علیہ بھی اسی کرد قوم سے تعلق رکھتے تھے۔ ان کے والد بھی اسی دوران اپنی برادری کے ساتھ مسلمان ہو کر حضور غوث الاعظم سے بیعت ہوئے تھے اور بعد میں ملک شام کے زنگی سلاطین کے بہت بڑے فوجی جرنیل بنے۔

(حیات المعظم فی مناقب سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ صفحہ ۱۵۲-۱۵۳)

کچھ دنوں بعد حضرت نجم الدین ایوب کو تکریت کی گورنری ملی۔ ولایہ "تکریت" کے گورنر نجم الدین ایوب کافی عمر ہونے تک شادی سے انکار کرتے رہے۔

ایک دن اس کے بھائی اسد الدین شیر کوہ نے ان سے کہا: بھائی تم شادی کیوں نہیں کرتے؟
نجم الدین نے کہا: میں کسی کو اپنے قابل نہیں سمجھتا۔
اسد الدین نے کہا: میں آپ کے لیے رشتہ مانگوں؟
نجم الدین نے کہا: کس کا؟

اسد الدین: ملک شاہ بنت سلطان محمد بن ملک شاہ سلجوقی سلطان کی بیٹی کا یا وزیر الملک کی بیٹی کا۔
نجم الدین: وہ میرے لائق نہیں۔

اسد الدین حیرانگی سے: پھر کون تیرے لائق ہوگی؟

نجم الدین نے جواب دیا: مجھے ایسی نیک بیوی چاہیے جو میرا ہاتھ پکڑ کر جنت لے جائے اور اس سے میرا ایک ایسا بیٹا پیدا ہو جس کی وہ بہترین تربیت کرے جو شہسوار ہو اور مسلمانوں کا قبلہ اول واپس لے۔
اسد الدین کو نجم الدین کی بات پسند نہیں آئی اور انہوں نے کہا: ایسی تجھے کہاں ملے گی؟

نجم الدین نے کہا: نیت میں اخلاص ہو تو اللہ نصیب کرے گا۔

ایک دن نجم الدین مسجد میں تکریت کے ایک شیخ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، ایک لڑکی آئی اور پردے کے پیچھے سے ہی شیخ کو آواز دی، شیخ نے لڑکی سے بات کرنے کے لیے نجم الدین سے معذرت کی۔ نجم الدین سنتا رہا کہ شیخ لڑکی سے کیا کہہ رہے ہیں؟

شیخ نے لڑکی سے کہا کہ تم نے اس لڑکے کا رشتہ کیوں مسترد کیا جس کو میں نے بھیجا تھا؟ لڑکی نے کہا: اے شیخ وہ ہمارے مفتی لڑکا واقعی خوبصورت اور رتبے والا تھا مگر میرے لائق نہیں تھا۔

شیخ نے کہا: تم کیا چاہتی ہو؟

لڑکی نے کہا: شیخ مجھے ایسا لڑکا چاہیے جو میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے جنت لے جائے اور اللہ اس سے مجھے ایسا بیٹا دے جو شہسوار ہو اور مسلمانوں کا قبلہ اول واپس لے لے۔

حضرت نجم الدین ایوب حیران رہ گئے کیونکہ جو وہ سوچتے تھے وہ لڑکی بھی وہی سوچتی ہے۔ حضرت نجم الدین ایوب جس نے حکمرانوں اور وزیروں کی بیٹیوں کا رشتہ ٹھکرایا تھا۔ شیخ سے کہا: شیخ اس لڑکی سے میری شادی کرادیں۔

شیخ نے کہا: یہ اس محلے کے سب سے فقیر گھرانے کی لڑکی ہے۔

نجم الدین نے کہا: میں یہی چاہتا ہوں۔ نجم الدین نے اس فقیر مگر متقی لڑکی سے شادی کر لی اور اسی سے وہ شہسوار پیدا ہوا جن کو دنیا سلطان صلاح الدین ایوبی کے نام سے جانتی ہے۔

تعلیم و تربیت

حضرت صلاح الدین ایوبی رحمۃ اللہ علیہ تکریت کے ایک قلعہ میں پیدا ہوئے تھے، گو کہ ان کی تربیت مکمل فوجی ماحول میں ہوئی لیکن ان کی ہمیشہ کی ایک ہی خواہش تھی کہ وہ ایک عالم بنیں اور ہوتی

بھی کیوں نہ کہ اس زمانے کے سب سے بہترین انسان نور الدین زنگی نے ان کی تربیت خود کی تھی۔ آپ نے کم عمری ہی میں قرآن کریم حفظ کر لیا تھا اور آپ خود اہلسنت وجماعت اور شافعی صوفی تھے۔

Another Historical Evidence of Sultan Saladin (Salah-ud-deen) Ayoubi. Was a Muqallad and Sufi Plus he Learn from Several Sunni Sufi Shayookh of Hadith and Fiqh and Establish many Madrassas of all four Madahib



تاریخ اسلام میں ہے کہ "شیر کوہ اور صلاح الدین دونوں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے بڑی عقیدت رکھتے تھے۔ صلاح الدین ایوبی نے شیعہ قاضیوں کو موقوف کر کے شافعی قضاة مامور کیا۔ مدرسہ شافعیہ اور مدرسہ مالکیہ کی بنیاد رکھی۔" (تاریخ اسلام جلد دوم صفحہ ۷۲۲)

مزید آگے فرماتے ہیں کہ "صلاح الدین کی وجہ سے مصر میں دم بہ دم شیعیت کو تنزل اور سنی مذہب کو ترقی حاصل ہوئی۔" (ایضاً صفحہ ۷۲۳)

یہ وہ وقت تھا جب عیسائی ایک بار پھر سے زور پکڑتے جا رہے تھے اور کوئی دن ایسا نہ تھا جب آپ ان کی فتوحات کی خبریں نہ سنتے ہوں۔ ان کی والدہ کا بیان ہے کہ جب آپ ان کے پیٹ میں تھے جو انہوں نے خواب دیکھا کہ اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار ان کے اندر ہے۔

آپ نے مدرسہ نظام الملک میں تعلیم حاصل کی یاد رہے کہ مشہور وزیر اعظم نظام الملک طوسی دنیا
ئے اسلام کے ایک سلطنت کے وزیر تھے یہ مدرسہ انہوں نے قائم کیا تھا جس میں اسلامی تعلیم دی جاتی
تھی اور بچوں کو اسلامی نظریات اور تاریخ سے بہرور کیا جاتا تھا۔ (داستان ایمان فروشوں کی حصہ اول صفحہ ۱۶)

حضرت علامہ نظام الملک خواجہ حسن طوسی رحمۃ اللہ علیہ (۱۰۱۷ تا ۱۰۹۲ عیسوی) بہت بڑے
عالم و فاضل باصفا اور باعمل تھے، علم و فن کے نہایت اعلیٰ درجہ کے قدر دان بھی، آپ نے تعلیم کی
افادیت پر زور دیا اور اس کے لئے عملی طور پر بہت کام کیا، آپ ملک شاہ سلجوقی کے وزیر اعظم تھے،
حکومت میں آپ کا بڑا عمل دخل تھا اور آپ کے مشوروں کو بہت اہمیت دی جاتی تھی اور آپ کا تعلق بھی
اسی دور سے تھا۔ بلند پایہ، صوفی اور فلسفی حجت الاسلام ابو حامد محمد غزالی الطوسی الصوفی الشافعی (۱۰۵۹-۱۱۱۱
عیسوی) کا تعلق اسی دور سے تھا۔ عظیم مصلح غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ ۴۷۰ ہجری
تا ۵۶۱ ہجری بمطابق ۱۰۷۷-۱۱۶۶ عیسوی جو کہ سنی حنبلی طریقہ کے نہایت اہم صوفی شیخ (اور سلسلہ
قادریہ کے بانی ہیں بھی) اسی دور سے تعلق رکھتے تھے۔ فارسی کے مشہور شاعر غیاث الدین ابوالفتح
عمر بن ابراہیم النخایم المروف عمر خیام اور محمد ابن محمد ابن حسین حسینی خطیبی بکری بلخی المعروف مولانا
جلال الدین رومی تبریزی کا تعلق بھی اسی دور سے تھا۔ (ویکیپیڈیا آزاد دائرۃ المعارف)

پہلے پہلے مساجد میں مدارس کا کام ہوتا تھا، پھر چوتھی صدی ہجری میں سب سے پہلا مدرسہ علیحدہ
عمارت میں قائم ہوا، مشہور مفکر عالم ناجی معروف لکھتے ہیں:

سب سے پہلے مدرسہ کا نام ”مدرسة الصادریه“ تھا جس کی بنیاد شام میں ۳۵۰ ہجری میں پڑی،
پانچویں صدی ہجری میں مدرسہ صادریہ کے نہج پر کئی دوسرے مدارس قائم ہوئے جن میں قابل ذکر
”مدرسة بیہقیہ“ اور مدرسہ سعدیہ ہیں جن کی بنیاد نیشاپور میں پڑی۔

(نشأة المدارس المستقلة فی الاسلام صفحہ ۴-۵)

اس کے بعد اسلامی دنیا کا سب سے معروف و مقبول مدرسہ نظامیہ قائم ہوا، جس کو سلطان
ارسلان سلجوقی کے علم دوست وزیر اعظم نظام الملک خواجہ حسن طوسی نے قائم کیا۔ (ایضاً صفحہ ۵)

تاریخ ابن خلدون میں ہے کہ "حضرت نظام الملک طوسی علیہ الرحمہ نے دار الخلافہ بغداد میں بہت بڑا مدرسہ بنوایا جس کا نام نظامیہ تھا۔ شیخ ابواسحاق شیرازی اس مدرسہ اعلیٰ تھے ۴۷۶ ہجری میں انہوں نے وفات پائی۔ تب موید الملک ابن نظام الملک نے شیخ ابواسحاق شیرازی کی جگہ ابوسعید کو مامور کیا لیکن یہ تقرری نظام الملک کو نہ بھائی، امام ابو نصر صباغ صاحب کو یہ خدمت سپرد کی اسی سنہ کی ماہ شعبان میں امام ابو نصر نے بھی اس دنیا سے فانی کو چھوڑ دیا۔ تب نظام الملک نے ابوسعید کو ۴۷۸ ہجری میں اس خدمت پر متعین کیا اس کے بعد شریف علوی، ابو القاسم دبو سی نظامیہ کے صدر مقرر ہوئے۔ ۴۸۲ ہجری میں ان کا بھی انتقال ہو گیا۔ ابو عبد اللہ طہری اور قاضی عبد الوہاب شیرازی باری باری نظامیہ میں درس دینے لگے۔ ۴۸۴ ہجری میں امام ابو حامد محمد غزالی (علیہ الرحمہ) مسند درس و تدریس پر متمکن ہوئے جو ایک مدت تک اس خدمت مامور رہے۔ نظام الملک کے عہد وزارت میں تعلیم و تعلم کا بے حد چرچا ہوا چونکہ اس کا نتیجہ اچھا دھکتے تھے اس وجہ سے لوگوں کی توجہ علم دین کے حاصل کرنے کی طرف زیادہ تھی۔ (تاریخ ابن خلدون حصہ ہفتم صفحہ ۴۱)

فیضانِ غوثِ الاعظم

ایک بار حضرت نجم الدین ایوب بغداد معلیٰ حاضر ہو کر اپنے دس سالہ بیٹے حضرت سلطان صلاح الدین ایوبی رحمۃ اللہ علیہ کو غوث الاعظم شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی خدمت بابرکت میں پیش کر دیا اور عرض کی کہ یاسیدی یا مرشدی! اس بچے کے سر پر اپنا نورانی ہاتھ رکھ دیں اور اس کے لئے دعا فرمادیں کہ یہ اسلام کا عظیم مجاہد اور فاتح بنے۔ چنانچہ حضور غوث الاعظم نے اس بچے کے سر پر دست مبارک پھیرا اور دعا فرمائی اور پھر ارشاد فرمایا کہ "یہ بچہ تاریخ عالم کی ایک عظیم نامور شخصیت ہو گا اور اللہ تعالیٰ اس کے ہاتھ سے بہت بڑی اسلام کی فتح کرائے گا۔" (حیات المعظم فی مناقب سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ صفحہ ۱۵۲-۱۵۴) و (اسلامی معلومات کا انسائیکلو پیڈیا صفحہ ۴۴۳)

چنانچہ پھر دنیا نے دیکھا کہ حضرت سلطان صلاح الدین ایوبی جو سلطان نور الدین زنگی کی افواج میں ترقی پا کر جرنیل بنے اور پھر صلیبی جنگوں کے دوران سلطان نور الدین کی اچانک وفات کے بعد سلطان بنائے گئے اور پھر سلطان بن جانے کے بعد حضرت سلطان صلاح الدین ایوبی نے عظیم کارنامے انجام دئے وہ تاریخ اسلام کا زریں باب ہیں۔ یہ سب کچھ سیدنا غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی شان کرامت اور دعاؤں کا نتیجہ تھا۔

اسی طرح جس زمانے میں سلطان صلاح الدین ایوبی شام میں فتوحات حاصل کر رہے تھے اس وقت مسلم دنیا میں کوئی بھی ان کے پائے کا حکمراں نہیں تھا گو کہ حضرت سلطان شہاب الدین غوری علیہ الرحمہ سلطان صلاح الدین ایوبی کے ہم عصر تھے مگر وہ ہندوستان میں فتوحات حاصل کر رہے تھے۔ وہ پہلے افغان مسلمان سپہ سالار تھے جنہوں نے پر تھوی راج چوہان کو شکست دے کر دہلی پر پہلی اسلامی حکومت قائم کی۔ آپ کا یہ دور سلطان الہند عطائے رسول خواجہ خواجگان حضرت خواجہ معین الدین حسن چشتی اجمیری رضی اللہ عنہ کا دور ہے اور خود سلطان غوری بھی حضرت خواجہ غریب نواز سے فیض لیا کرتے تھے۔ (تاریخ اسلام)

مسلمان غازیوں کے بارے میں بات کرتے ہوئے جہاں ان کی جنگی فتوحات اور جنگی حکمت عملی کا ذکر ہوتا ہے، وہیں یہ پہلو بھی بار بار ہمارے سامنے آتا ہے کہ ان غازیوں کے شخصیت میں ایک پراسرار روحانی جہت بھی تھی۔ یاد رہے کہ حضرت نور الدین زنگی علیہ الرحمہ کا حضور ﷺ سے قریبی روحانی تعلق تھا یہ حضور کا فیضان تھا کہ پوری دنیا سے صرف انہی کو مدینہ منورہ کی مہم کے لئے منتخب کیا گیا چنانچہ اس کا ذکر آگے کیا جائے گا۔ یہ ایک غیر معمولی روحانی پہلو ہے کہ جس کو کسی طور نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ وہ تمام مسلمان جرنیل، غازی، اور حکمران کہ جنہوں نے تاریخ میں نئے باب رقم کئے۔ ان سب میں یہ پراسرار روحانی پہلو نظر آتی ہے۔ اللہ اور اس کے رسول سے ان کا روحانی تعلق کبھی ظاہر ہوتا ہے اور کبھی پوشیدہ ہی رہتا ہے لیکن یہ پہلو ان سب میں موجود ضرور ہوتا ہے۔ یہی وہ عنصر ہے جو کہ ان کو

پراسرار بناتا ہے اور یہ مافوق الفطرت وجود معلوم ہوتے ہیں اور ایسے ایسے جنگی کارنامے انجام دیتے ہیں کہ عقل دنگ رہ جاتی ہے۔

یہ روحانی پہلو ہمیں غازی کے وجود میں نظر آتی ہے چاہے وہ امیر حمزہ، حضرت عمر فاروق اعظم، عمر بن عاص، قتیبہ بن مسلم، سعد بن ابی وقاص، سعد بن زید، عتبہ بن نافع، خالد بن ولید، سلطان نور الدین زنگی، الحنفی، موسیٰ بن نصیر، عماد الدین زنگی، سلطان صلاح الدین ایوبی، طارق بن زیاد، محمد بن قاسم، سلطان محمد غزنوی الشافعی، عمر المختار الماکی، عبدالقادر الجرائری الماکی، عمر المختار الماکی، ناصر الدین محمود، یوسف بن تاشقین ماکلی، الپ ارسلان، سلطان محمد فاتح الحنفی، امام شامل الحنبلی نقشبندی، الشیخ عز الدین قسام الشافعی، خیر الدین باربروسہ وغیرہ بھی ایسے ہی پراسرار مجاہد تھے جن کی تلوار سے اللہ تعالیٰ نے امت مسلمہ کے دفاع کا کام لیا ہے اور ان کو یہ توفیق بخشی ہے حضور ﷺ کی خاص الخاص خدمت کر سکیں۔ اس کے بعد اس شخص کی خوش نصیبی میں کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں رہتی۔

جب قائد اپنے بلند مقام پر ہو کہ ان کے ہر کام کی نگرانی خود ارسلان اعظم فرما رہے ہوں تو پھر قدرتی امر ہے کہ وہ اپنے پروں کے سائے میں ایسے شہباز فتح ہی ملے گی۔

یہاں پر ایک عجیب و غریب واقعہ رونما ہوتا ہے۔ سلطان کی فوج میں ہمیشہ بھاری تعداد میں امت مسلمہ کے علماء عظام، مشائخ کرام، درویش، فقراء اور صوفیاء شامل ہوا کرتے تھے اور ان کا کام دعائیں کرنا اور مجاہدین کے حوصلہ بڑھانا ہوتا تھا اور ضرورت پڑنے پر سلطان ان سے فتویٰ بھی لیا کرتے تھے۔ لیکن یہ علماء، مشائخ، صوفیاء، فقراء اور درویش کبھی بھی خود تلوار ہاتھ میں لے کر جنگ نہیں کرتے تھے ان کے علم، مقام اور مرتبے کی وجہ سے ان کو ایک الگ مقام حاصل تھا اور ان کا زیادہ تر وقت فوج کی اخلاقی و روحانی تربیت اور دعاؤں میں گزرتا تھا۔ سلطان ایوبی ان کا خاص خیال رکھتے تھے اور فوجیوں میں بھاری اکثریت حضور سیدنا غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے تلامذہ کی تھی۔ جو علماء اور فضلاء تھے اور باقی کچھ مدرسہ نظام الملک (جو حجت الاسلام حضرت امام غزالی) کے مدرسے کے تھے اور جو چیف ایڈوائزر (Chief Advisor) تھے جن کا نام امام موفق الدین ابن قدامہ المقدسی الحنبلی ہیں وہ

سیدنا سرکار غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی الحنبلی رضی اللہ عنہ کے شاگرد، مرید اور خلیفہ ہیں۔ یہ جو تاریخ میں سنہربہ باب حضرت سلطان صلاح الدین ایوبی نے رقم کی وہ روحانی فیض حضور سیدنا سرکار غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کا تھا۔

بچپن کا واقعہ

سلطان صلاح الدین ایوبی ابھی نو عمر ہی ہیں کہ عیسائی فوجیں ”رہا“ پر قبضہ کر کے مال و اسباب لوٹ کر عورتوں کو پکڑ لے جاتی ہیں۔ یہ ظلم دیکھ کر یہ نو عمر صلاح الدین ایک ترکی بوڑھے کو لے کر سلطان عماد الدین زنگی کے پاس پہنچتے ہیں۔ عیسائیوں کے مظالم سے بادشاہ کو آگاہ کرتے ہیں، اس کی اسلامی حمیت اور غیرت کو بیدار کرتے ہیں اور رورو کر مدد کے لیے فریاد کرتے ہیں۔

نیک دل بادشاہ کو ان حالات کا علم ہوتا ہے تو وہ تمام فوجیں جمع کرتا ہے۔ انہیں ”رہا“ کے حالات سناتا اور جہاد پر ابھارتا ہے اور اعلان کرتا ہے کہ ”کل صبح میری تلوار رہا کے قلعے پر لہرائے گی تم میں سے کون میرا ساتھ دے گا؟“ یہ اعلان سن کر تمام فوجی حیران رہ جاتے ہیں کہ یہاں سے ”رہا“ ۹۰ میل کی دوری پر ہے راتوں رات وہاں کیسے پہنچا جاسکتا ہے؟ یہ تو کسی طرح ممکن نہیں۔ تمام فوجی ابھی غور ہی کر رہے تھے کہ ایک نو عمر لڑکے کی آواز گونجتی ہے ”ہم بادشاہ کا ساتھ دیں گے۔“ لوگوں نے سراٹھا کر دیکھا تو ایک نو عمر لڑکا کھڑا تھا، بعضوں نے فقرے چست کیے کہ ”جاؤ میاں کھیلو کو دو! یہ جنگ ہے بچوں کا کھیل نہیں۔“ سلطان نے یہ فقرے سنے تو غصے سے چہرہ سرخ ہو گیا بولا: ”یہ بچہ سچ کہتا ہے، اس کی صورت بتاتی ہے کہ یہ کل میرا ساتھ دے گا۔ یہی وہ بچہ ہے جو ”رہا“ سے میرے پاس فریاد لے کر آیا ہے، اس کا نام صلاح الدین ہے۔“ یہ سن کر فوجیوں کو غیرت آتی ہے سب تیار ہو جاتے ہیں اور اگلے روز دوپہر تک رہا پہنچ کر حملہ کر دیا۔ گھمسان کی جنگ ہوئی، عیسائی سپہ سالار بڑی آن و بان کے ساتھ مقابلے کے لیے نکلا، سلطان نے اس پر کاری ضرب لگائی مگر لوہے کی زرہ نے وار کو بے اثر بنادیا، عیسائی سپہ سالار نے پلٹ کر سلطان پر حملہ کیا اور نیزہ تان کر سلطان کی طرف پھینکنا ہی چاہتا ہے کہ صلاح الدین کی تلوار فضا میں بجلی کی طرح چمک اٹھی اور زرہ کے کٹے ہوئے حصے پر گر کر عیسائی سپہ سالار کے دو ٹکڑے کر کے

رکھ دیئے۔ عیسائی سپہ سالار کے موت کے گھاٹ اترتے ہی عیسائی فوج بھاگ کھڑی ہوئی اور ”رہا“ پر مسلمانوں کا قبضہ ہو گیا۔

یاد رہے کہ داستان ایمان فروشوں کی التمش کا سلطان صلاح الدین ایوبی کے زمانے پر لکھا ہوا بہت مشہور اردو ادبی ناول ہے۔ التمش صاحب نے جن مؤرخوں کی تحریروں سے تفصیلی واقعات حاصل کئے ہیں۔ ان میں ہیرلڈ لیمب، لین پول، ولیم آرٹ ٹائر، قاضی بہاء الدین شداد، محمد فرید ابوحدید، اینٹنی ویسٹ، واقدی، ہٹی، جنرل محمد اکبر خاں، رنکروٹ، موئیر، سراج الدین، اسد الاسدی، الاطہر، سسٹن، بالڈون اور چند گمنام تاریخ داں بھی شامل ہیں۔

التمش صاحب لکھتے ہیں کہ حضرت نور الدین زنگی علیہ الرحمۃ نے اسے (صلاح الدین) جنگی چالیں سکھائیں ملک کے انتظامات کے سبق دیئے اور ڈپلومیسی میں مہارت دی۔ اس تعلیم و تربیت نے اس کے اندر وہ جذبہ پیدا کر دیا کہ جس نے آگے چل کر اسے صلیبیوں کے لئے بجلی بنادیا۔ اوائل جوانی میں ہی اس نے وہ ذہانت اور اہلیت حاصل کر لی تھی جو ایک سالار اعظم کے لئے ضروری ہوتی ہے۔

حضرت نور الدین زنگی علیہ الرحمہ (استاذ صلاح الدین ایوبی علیہ الرحمہ) کون تھے اور کس عقیدے تعلق رکھتے تھے اسلئے بہتر یہ ہے کہ پہلے ان کے بارے میں بتایا جائے تاکہ علم میں مزید اضافہ ہو....

سلطان العادل حضرت نور الدین محمود زنگی علیہ الرحمہ

ملک عادل نور الدین ابو القاسم محمود ابن الملک الاتابک قسیم الدولہ عماد الدین ابی سعید زنگی الملقب بالشہید بن الملک آقسنقر الاتابک بقسیم الدولہ الترکی السلجوقی مولاہم۔ آپ ۷۱۱ھ ہجری التوار کے روز طلوع آفتاب کے وقت حلب میں پیدا ہوئے اور اپنے والد محترم کی کفالت میں پرورش پائی جو حلب، موصل اور دیگر بہت سے بڑے بڑے شہروں کے حکمران تھے اور قرآن کریم، شہسواری اور تیر اندازی سیکھی اور آپ شجاع، بلند ہمت، نیک نیت اور بڑے عزت دار اور واضح دیندار آدمی تھے۔ آپ

حنفی المذہب تھے اور علماء اور فستراء سے بے حد محبت کرتے تھے اور ان کا اکرام و احترام کرتے تھے۔ (البدایہ والنہایہ جلد ۱۲ صفحہ ۳۶۰)

والد کے انتقال کے بعد آپ نے حکومت سنبھالی اور اپنے ملک میں سنیت کو اجاگر کیا اور بدعت کو ختم کیا اور حی علی الصلوٰۃ حی علی الفلاح کی آذان دینے کا حکم دیا، حالانکہ آپ کے باپ اور دادا کی حکومتوں میں ان دونوں کلمات سے آذان نہ دی جاتی تھی، صرف حی علی خیر العمل کی آذان دی جاتی تھی کیونکہ رخص کا شعار وہاں نمایاں تھا۔ (ایضاً)

حضرت نور الدین زنگی بہادری میں اپنے باپ کی طرح تھے۔ واقعہ بہت مشہور ہے کہ ایک مرتبہ جنگ میں نور الدین کو دشمنوں کی صف میں بار بار گھستے دیکھ کر اس کے ایک مصاحب قطب الدین نے کہا: ”اے ہمارے بادشاہ! اپنے آپ کو امتحان میں نہ ڈالئے اگر آپ مارے گئے تو دشمن اس ملک کو فتح کر لیں گے اور مسلمانوں کی حالت تباہ ہو جائے گی۔“ نور الدین نے یہ بات سنی تو اس پر بہت ناراض ہوا اور کہا: ”قطب الدین! زبان کو روکو، تم اللہ کے حضور گستاخی کر رہے ہو۔ مجھ سے پہلے اس دین اور ملک کا محافظ اللہ کے سوا کون تھا؟“۔

آپ نے عیسائیوں سے بیت المقدس واپس لینے کے لیے پہلے ایک مضبوط حکومت قائم کرنے کی کوشش کی اور اس مقصد کو حاصل کرنے کے لیے گرد و نواح کی چھوٹی چھوٹی مسلمان حکومتوں کو ختم کر کے ان کو اپنی مملکت میں شامل کر لیا۔ شروع میں نور الدین کا دار الحکومت حلب تھا۔ ۵۴۹ ہجری میں اس نے دمشق پر قبضہ کر کے اسے دار الحکومت قرار دیا۔ اس نے صلیبی ریاست انطاکیہ پر حملے کر کے کئی قلعوں پر قبضہ کر لیا اور بعد ازاں ریاست ایڈیسا پر مسلمانوں کا قبضہ ختم کرنے کے لیے عیسائیوں کی کوشش کو بھی ناکام بنا دیا۔ دوسری صلیبی جنگ کے دوران دمشق پر قبضہ کرنے کی کوششیں بھی سیف الدین غازی اور معین الدین کی مدد سے ناکام بنا دیں اور بیت المقدس سے عیسائیوں کو نکالنے کی راہ ہموار کر دی۔

بیت المقدس کیا ہے؟؟؟

بیت المقدس (Temple in Jerusalem) یا (Holy Temple) عبرانی: בֵּית -

הַמִּקְדָּשׁ، جدید عبرانی / Bet HaMikdash : بیت ہمدش؛ طبری Beṭ HamMiqdāš ::
اشکلنازی: Beis HaMikdosh; :عربی: بیت القدس / بیت المقدس) سے مراد ہیکل سلیمانی ہے جو
کہ قدیم یروشلم میں واقع تھا جو کہ موجودہ مسجد اقصیٰ اور قبۃ الصخرۃ کا مقام ہے۔ "بیت المقدس" سے
مراد وہ "مبارک گھر" یا ایسا گھر ہے جس کے ذریعے گناہوں سے پاک ہوا جاتا ہے۔ پہلی صدی ق م میں
جب رومیوں نے یروشلم پر قبضہ کیا تو انہوں نے اسے ایلیا کا نام دیا تھا۔ (قبلہ اول اور عالم اسلام)



مَسْجِدُ الْأَقْصَى

- ☆ مسجد اقصیٰ مسلمانوں کا قبلہ اول تھا۔ سترہ ماہ تک اس کی طرف منہ کر کے نمازیں پڑھی جاتی رہیں۔
- ☆ مسجد اقصیٰ ہی وہ جگہ ہے جہاں سے اللہ تعالیٰ اپنے آخری نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج پر لے گئے۔
- ☆ مسجد اقصیٰ وہ مسجد ہے جس کا تذکرہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب قرآن کریم میں کیا ہے۔
- ☆ بیت المقدس فلسطین میں ہے اور یہ وہ مقدس سرزمین ہے جہاں جلیل القدر انبیاء کا ورود ہوا۔
- ☆ فلسطین بیت المقدس کو مسلمانوں میں سے سب سے پہلے حضرت عمر نے فتح کیا۔

☆ احادیث کے مطابق دنیا میں صرف تین مسجدوں کی جانب سفر کرنا باعث برکت ہے جن میں مسجد حرام (مکہ المکرمہ)، مسجد نبوی (مدینۃ النورہ) اور مسجد اقصیٰ (فلسطین) شامل ہیں۔

بیت المقدس یا القدس فلسطین کے وسط میں واقع ہے جو مسلمانوں، عیسائیوں اور یہودیوں کے نزدیک انتہائی مقدس ہے یہاں مسلمانوں کا قبلہ اول مسجد اقصیٰ اور قبۃ الصخرہ واقع ہیں۔ اسے یورپی زبانوں میں یروشلم کہتے ہیں۔

سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کے بھتیجے حضرت لوط علیہ السلام نے عراق سے برکت والی سرزمین یعنی بیت المقدس کی طرف ہجرت کی تھی۔ ۶۲۰ عیسوی میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت جبریل علیہ السلام کی راہنمائی میں مکہ سے بیت المقدس پہنچے اور پھر معراج آسمانی کے لیے تشریف لے گئے۔ مسجد اقصیٰ خانہ کعبہ اور مسجد نبوی کے بعد مقدس ترین مقام ہے۔

مقامی مسلمان اسے المسجد الاقصیٰ یا الحرم القدس الشریف کہتے ہیں۔ یہ مشرقی یروشلم میں واقع ہے۔ یہ یروشلم کی سب سے بڑی مسجد ہے جس میں پانچ ہزار نمازیوں کی گنجائش ہے جبکہ مسجد کے صحن میں بھی ہزاروں افراد نماز ادا کر سکتے ہیں۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سفر معراج کے دوران مسجد حرام سے یہاں پہنچے تھے اور مسجد اقصیٰ میں تمام انبیاء کی نماز کی امامت کرنے کے بعد براق کے ذریعے سات آسمانوں کے سفر پر روانہ ہوئے۔

قرآن مجید کی سورہ الاسراء میں اللہ تعالیٰ نے اس مسجد کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے:-

سُبْحَنَ الَّذِيْ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِيْ بَرَكْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِيَهٗ مِنْ اٰيٰتِنَا ۚ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ ﴿۱﴾

ترجمہ کنزالایمان: پاکی ہے اسے (منزلہ ہے اس کی ذات ہر عیب و نقص سے) جو اپنے بندے کو

راتوں رات (محبوب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) لے گیا (شب معراج) مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ

تک (جس کا فاصلہ چالیس منزل یعنی سوا مہینہ سے زیادہ کی راہ ہے) جس کے گردا گرد ہم نے برکت رکھی کہ ہم اسے اپنی عظیم نشانیاں دکھائیں بیشک وہ سنتا دیکھتا ہے۔

سید التفاسیر المعروف بہ تفسیر اشرفی: کہ برکتیں رکھی ہیں ہم نے گردا گرد کے تحت علامہ رئیس المحققین سید المتکلمین شیخ الاسلام والمسلمین حضرت علامہ سید محمد مدنی میاں اشرفی الجیلانی کچھ چھوی مدظلہ العالی فرماتے ہیں کہ دینی برکت بھی اور دنیاوی برکت بھی، دینی برکت یہ ہے کہ ہم نے ملک شام کی اس زمین کو وحی اترنے کی جگہ اور انبیاء علیہم السلام کی عبادت گاہ بنایا اور دنیوی برکت یہ ہے کہ وہ زمین درختوں اور نہروں سے گھری ہوئی ہے، میوؤں کی کثرت، فراخی معشیت اور اززانی کے سبب سے مالا مال ہے۔ (سید التفاسیر المعروف بہ تفسیر اشرفی جلد ۵ صفحہ ۲۳۶)

حضرت یعقوب نے وحی الہی کے مطابق مسجد بیت المقدس (مسجد اقصی) کی بنیاد ڈالی اور اس کی وجہ سے بیت المقدس آباد ہوا۔ پھر عرصہ دراز کے بعد حضرت سلیمان (۹۶۱ ق م) کے حکم سے مسجد اور شہر کی تعمیر اور تجدید کی گئی۔ اسی لیے یہودی مسجد بیت المقدس کو ہیکل سلیمانی کہتے تھے۔

اسلامی عہد میں مسجد اقصیٰ کی تعمیر

137 ق م میں رومی شہنشاہ ہیڈرین نے یہودیوں کو بیت المقدس اور فلسطین سے جلا وطن کر دیا۔ چوتھی صدی عیسوی میں رومیوں نے عیسائیت قبول کر لی اور بیت المقدس میں گرجے تعمیر کیے۔ جب نبی کریم معراج کو جاتے ہوئے بیت المقدس پہنچے اس وقت یہاں کوئی ہیکل نہ تھا، چنانچہ قرآن میں مسجد کی جگہ ہی کو مسجد اقصیٰ کہا گیا۔ ۲ ہجری / ۶۲۲ عیسوی تک بیت المقدس ہی مسلمانوں کا قبلہ تھا، حتیٰ کہ حکم الہی کے مطابق کعبہ (مکہ) کو قبلہ قرار دیا گیا۔ ۱۷ ہجری یعنی ۶۳۹ عیسوی میں عہد فاروقی میں بیت المقدس پر مسلمانوں کا قبضہ ہو گیا۔

جب خلیفہ دوم امیر المؤمنین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو یروشلم کی چابیاں دی گئیں تو اہل یروشلم نے خلیفہ کا استقبال نہایت جوش و خروش سے کیا۔ شہر میں داخل ہونے کے بعد خلیفہ دوم نے

شکرانے کے نوافل کی ادائیگی کیلئے اہل علاقہ سے جگہ کی بابت دریافت کیا لوگوں نے آپ کی توجہ ایک گرجا گھر کی طرف دلائی لیکن حضرت عمرؓ نے جو جواب دیا وہ قیامت تک اسلام کے ”فلسفہ برداشت“ کی روشن مثال ہے۔ آپ نے فرمایا کہ میں ہر گز گرجا میں نماز ادا نہیں کروں گا۔ اس وجہ سے آپ نے وہاں نماز ادا نہ کی۔ حضرت عمرؓ نے اس جگہ چند دن قیام کیا اور مسلمانوں کیلئے بلند جگہ پر مسجد کی تعمیر کی۔

عیسائیوں کا قبضہ

۱۱ صدی عیسوی کے اواخر میں جب عباسی خلافت کا شیرازہ بکھر رہا تھا اور سلجوق ترکمان باہم الجھے ہوئے تھے۔ مسلمانوں کی مرکزیت کا انتشار کا شکار تھی۔ عیسائیوں کی مشرقی اور مغربی کلیسا متحد ہو رہے تھے تاکہ بیت المقدس کو مسلمانوں سے چھینی جائے اور بالآخر وہ کامیاب ہو گئے اور بیت المقدس مسلمانوں کے ہاتھوں سے نکل کر عیسائیوں کے قبضہ میں آ گیا۔



قبة الصخرہ

قبۃ الصخرہ

اموی خلیفہ عبد الملک (۶۸۵ء تا ۷۰۵ء) نے قبۃ الصخرہ کی تعمیر مکمل کی اور مامون الرشید اور معتصم کے زمانے میں اس کی تجدید ہوئی۔ مشہور مسلمان جغرافیہ نگار مقدسی یروشلم میں ۳۷۵ء میں پیدا ہوا تھا، وہ قبۃ الصخرہ کے بارے میں لکھتا ہے ”یہ ایک ہشت پہلو عمارت ہے۔ اس کے چار دروازے ہیں جن تک سیڑھیوں کے ذریعے پہنچا جاتا ہے۔

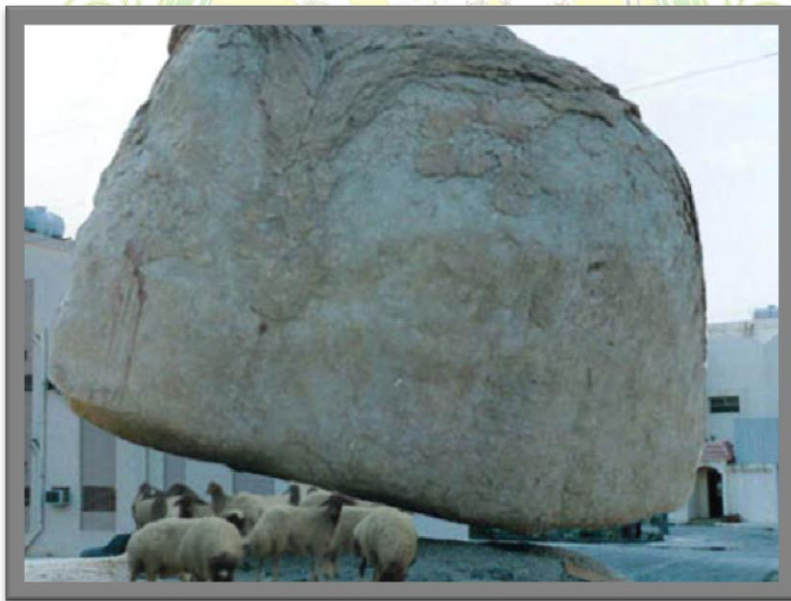
اندرونی حصہ تین ہم مرکز والا نوں میں منقسم ہے جن کے ستون سنگ مرمر کے ہیں۔ اس کے وسط میں صخرہ ہے اور اس کے نیچے غار ہے جس میں ستر آدمی سما سکتے ہیں۔ صخرہ کے گرد ستونوں کا حلقہ اسے باقی حصوں سے جدا کرتا ہے، اس کے اوپر ایک درتچے دار ڈھولنا ایک خوبصورت گنبد کو اٹھائے ہوئے ہے۔ گنبد کی چھت تک بندی ۱۰۰ باع (سوا سو گز) ہے۔ گنبد لکڑی کے تین چوکھٹوں کا بنا ہوا ہے۔ نیچے والے پر سنہری تانبا چڑھا ہوا ہے، دوسرا لوہے کی سلاخوں کا ہے اور تیسرا لکڑی کا، جس پر دھات کے پترے چڑھے ہوئے ہیں۔

معراج کی رات حضور صلی اللہ علیہ وسلم بیت المقدس سے قبۃ الصخرہ تشریف لے گئے اس لئے حدیث شریف میں وارد ہوا کہ صخرہ بیت المقدس جنت کے پتھروں سے ہے۔ اسی پتھر پر حضور سرور کائنات ﷺ کے قدم مبارک کا نشان موجود ہے۔



حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ دنیائے عالم کا کوئی ایسا میٹھا پانی نہیں جسے اس صخرہ بیت المقدس سے تعلق نہ ہو یعنی تمام روئے زمین کے چشموں کا پانی اسی صخرہ سے جاتا ہے یہ صخرہ (پتھر) اللہ تعالیٰ کے عجائبات قدرت کا ایک عجوبہ ہے۔ (بیت المقدس صفحہ ۴۴)

اس پتھر کے نیچے ایک غار ہے جو دور دور تک پھیلی ہوئی ہے اور وہ پتھر زمین و آسمان کے درمیان لٹکا ہوا ہے۔ چنانچہ حضرت امام ابن عربی نے شرح مؤطا میں لکھا ہے کہ مجھے خیال ہوا کہ میں اسی پتھر کے نیچے سے گزروں لیکن اس کی ہیبت سے اس کے نیچے سے نہ گزر سکا اس خطرہ سے کہ شاید وہ میرے گناہوں کی نحوست سے میرے اوپر گر جائے۔ پھر ایک مدت کے بعد جرأت کر کے اس کے نیچے سے گزرا تو بڑے عجائبات نظر آئی مجملہ اس کے ایک یہ تھا کہ مجھے ہر طرف سے چلتا ہوا نظر آیا باوجود اس کے کہ اس کا کوئی ٹکڑا زمین سے متصل نہ تھا بلکہ اس کے اپنے بعض ٹکڑے اس سے بہت جدا نظر آتے تھے۔



مسجد اقصیٰ اور قبۃ الصخرہ

مسجد اقصیٰ کے نام کا اطلاق پورے حرم قدسی پر ہوتا تھا جس میں سب عمارتیں جن میں اہم ترین قبۃ الصخرہ ہے جو اسلامی طرز تعمیر کے شاندار نمونوں میں شامل ہے۔ تاہم آجکل یہ نام حرم کے جنوبی جانب والی بڑی مسجد کے بارے میں کہا جاتا ہے۔

وہ مسجد جو کہ نماز کی جگہ ہے وہ قبة الصخرہ نہیں، لیکن آج کل قبة کی تصاویر پھیلنے کی بنا پر اکثر مسلمان اسے ہی مسجد اقصیٰ خیال کرتے ہیں حالانکہ فی الواقع ایسی کوئی بات نہیں مسجد تو بڑے صحن کے جنوبی حصہ میں اور قبة صحن کے وسط میں ایک اونچی جگہ پر واقع ہے۔

MASJID AL-AQSA

1

Picture 1: This is the boundary of Masjid al-Aqsa. All of the land within these walls represent Masjid al-Aqsa.

Picture 2: This is Masallah al-Aqsa (Qibli) within Masjid al-Aqsa.

Picture 3: This is the Dome of the Rock (Qubbat as Sukhra) within Masjid al-Aqsa.



2



3



ارض بیت المقدس کے مشہور مزارات

حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام (مسکن لہیا، مزار الخلیل جبرون) ۲۔ حضرت سیدنا اسحاق علیہ السلام (مزار الخلیل) ۳۔ حضرت سیدنا یعقوب علیہ السلام (مسکن کنعان) ۴۔ حضرت سیدنا نوح علیہ السلام (مزار بعلبک) ۵۔ حضرت سیدنا ہود علیہ السلام ۶۔ حضرت سیدنا عزیز علیہ السلام (اعملین) ۷۔ حضرت سیدنا سلیمان علیہ السلام (بیت اللحم) ۸۔ سموئیل نبی (مزار خبیب) ۹۔ حضرت سیدنا داؤد علیہ السلام (بیت اللحم مسکن) ۱۰۔ یوسع نبی (مسکن جریکو، مزار صرافہ) ۱۱۔ حضرت سیدنا لوط علیہ السلام

مسکن سدوم مزار نزد الخلیل) ۱۲۔ حضرت سیدنا الیاس علیہ السلام (مزار بقاع کلب) ۱۳۔ حضرت سیدنا ایوب علیہ السلام (مسکن حوران) ۱۴۔ حضرت سیدنا شعیب علیہ السلام (مزار کوه حطین) ۱۵۔ حضرت سیدنا یونس علیہ السلام (مسکن حوران، مزار جلبول) ۱۶۔ حضرت سیدنا صالح علیہ السلام (مزار قنسرین) ۱۷۔ حضرت سیدنا زکریا علیہ السلام و ۱۸۔ حضرت سیدنا ہارون علیہ السلام (مزار سبسطیہ) ۱۹۔ حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام (مسکن سینا مصر) ۲۰۔ حضرت سیدنا ہارون علیہ السلام (مزار کوه هود) ۲۱۔ حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام (مسکن بیت اللحم لده) ۲۲۔ حضرت سیدتنا سارہ زوجہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ ۲۳۔ حضرت رابعہ زوجہ یعقوب علیہ السلام (مزار الخلیل) ۲۴۔ یہودا بن یعقوب علیہ السلام (مزار رومہ، طبریہ) ۲۵۔ راحیل والدہ حضرت سیدنا یوسف علیہ السلام (مزار بیت اللحم) ۲۶۔ صفورہ بنت شعیب علیہ السلام (مزار کوه حطین) ۲۷۔ والدہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام (مزار ارہد عکہ) ۲۸۔ مریم والدہ حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام (مزار بیت المقدس) سیدتنا ام کلثوم زوجہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم (راویہ، دمشق) حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ (مزار طبریہ) حضرت سیدنا عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ۔ انکے علاوہ اور بھی بہت مزارات ہیں صرف نمونے کے طور پر چند اسمائے مبارکہ لکھے ہیں۔



اب آئیے اصل مقصود کی طرف جیسا کہ ابن خلکان وغیرہ نے کہا کہ سلطان نور الدین محمود بن عماد الدین زنگی ایک عادل بادشاہ تھا۔ کنیت ابو القاسم تھی۔ یہی وہ بادشاہ تھا جس نے زمین پر دارالحدیث بنانے کا سب سے پہلے شرف حاصل کیا۔ اس نے بہت زیادہ کتابیں تصنیف کیں اور ہر نیک کام میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والا تھا۔ مساجد اور دینی مدارس بلاد اسلامیہ میں تعمیر کئے دینی علوم پھیلانے اور بہت سے اوقاف قائم کئے اور دین کے جاننے اور پڑھنے پڑھانے والوں سے بہت محبت کرتے تھے۔ نیکی کمانے کا بڑا حریص تھے اور لڑائی میں ڈٹ جانے والا اور بہترین تیر انداز تھے صرف اپنی خاص ملک سے کھاتے، پیتے، پہنتے اور صدقہ و خیرات کرتے تھے۔ یا پھر غنیمت میں سے جو حصہ ملتا اس سے یہ کام سرانجام دیتے تھے۔ آپ اپنے ہاتھ کی کمائی کھاتے تھے جو آپ اپنی تلوار اور نیزے سے کرتے تھے۔ مال غنیمت میں سے

اسقدر حصہ لیتے جتنا علماء کرام اس کا حصہ بتاتے، کسی دوسرے پر زیادتی نہ کرتا اور جو چیز پہننی اللہ نے حرام کر دی ہے۔ یعنی سونا، ریشم اور چاندی، ان میں سے کوئی چیز بھی نہ پہنتے۔ اس نے اپنی تمام حکومت میں شراب پینے اور اس کے لین دین پر پابندی لگادی تھی۔ عوام میں اس کی شہرت اچھی ہو گئی اور اس کے انصاف کا چرچا مشرق و مغرب اور ہر جگہ پھیل گیا تھا۔ شام کی تمام فصیلیں بنوائیں۔ حلب، حمص، حماہ اور دمشق وغیرہ میں قلعے تعمیر کئے۔ اس نے اپنے لیے بڑے بڑے محل تعمیر نہیں کئے بلکہ بیت المال کا روپیہ مدرسوں، شفاخانوں اور مسافر خانوں کے قائم کرنے اور رفاہ عامہ کے دیگر کاموں میں صرف کرتے۔ دمشق میں اس نے ایک شاندار شفاخانہ قائم کیا تھا جس کی دنیا میں مثال نہ تھی۔ اس میں مریضوں کو دوا بھی مفت دی جاتی تھی اور کھانے کا رہنے کا خرچ بھی حکومت کی طرف سے ادا کیا جاتا تھا۔ آپ نے تمام ناجائز ٹیکس موقوف کر دیے تھے۔ وہ مظلوموں کی شکایت خود سنتے اور اس کی تفتیش بھی کیا کرتے تھے۔ نور الدین کی ان خوبیوں اور کارناموں کی وجہ سے اس زمانے کے ایک مؤرخ ابن اثیر نے لکھا ہے کہ: ”میں نے اسلامی عہد کے حکمرانوں سے لے کر اس وقت تک کے تمام بادشاہوں کی تاریخ کا مطالعہ کیا لیکن خلفائے راشدین اور عمر بن عبدالعزیز کے سوا نور الدین سے زیادہ بہتر فرمانروا میری نظر سے نہیں گزرا۔“ (البدایہ والنہایہ جلد ۱۲ صفحہ ۳۶۱)

آپ امام الائمہ، سراج الائمہ، رئیس الفقہاء والمجتہدین، سید الاولیاء والمحدثین حضرت سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مذہب کے فقیہ تھے۔ آپ نے حدیث کا سماع کیا اور کرایا۔ (ایضاً)

حافظ ابن کشیر دمشقی علیہ الرحمہ (۷۰۷-۷۷۴ ہجری) فرماتے ہیں کہ آپ نے خانقاہیں بنوائیں اور فقہاء مشائخ اور صوفیاء آپ کے پاس جمع ہوتے تھے اور آپ ان کا اعزاز و اکرام کرتے تھے اور آپ صالحین سے محبت کرتے تھے اور ایک دفعہ ایک امیر نے آپ کے پاس ایک فقیہ کا گالی دی اور وہ قطب الدین نشیا پوری تھے، نور الدین علیہ الرحمہ نے اسے کہا تو ہلاک ہو جائے تو نے جو بات کہی ہے اگر وہ سچی ہے وہ تو اس کی بہت سی نیکیاں ہیں جو اسے مٹا دے گی جو تیرے پاس نہیں جس سے اس کی

برائی کا کفارہ دیا جائے۔ قسم بخدا میں تیری تصدیق نہیں کروں گا اور اگر تو نے دوبار اس کا ذکر کیا یا کسی نے کسی اور کا میرے پاس برائی سے ذکر کیا تو میں تجھے ضرور ایذا دوں گا پس اس سے رک جا اور اس کے بعد اس کا ذکر نہ کر۔

ابن اثیر نے بیان کیا ہے کہ آپ بارعب اور باوقار تھے اور امراء کے دلوں میں آپ کا بہت خوف تھا، آپ کی اجازت کے بغیر کوئی شخص آپ کے سامنے بیٹھنے کی جسارت نہ کرتا تھا مگر امیر نجم الدین ایوب (والد صلاح الدین ایوبی علیہ الرحمہ) کے سوا۔ کوئی امیر بغیر اجازت بیٹھ نہیں سکتا تھا اور اسد الدین شیرکوه اور مجد الدین بن الدایہ نائب حلب اور دیگر اکابر آپ کے سامنے کھڑے رہتے تھے اور اس کے باوجود جب کوئی فقیہ یا فقیر آتا تو آپ اس کے لئے کھڑے ہو جاتے اور چند قدم چلتے اور وقار و سکون کے ساتھ اسے اپنے سجادہ پر بٹھاتے اور جب ان میں سے کسی کو کوئی چیز دیتے تو اکثر کہتے یہ لوگ اللہ کے سپاہی ہیں ان کی دعاؤں سے ہم دشمن پر فتح پاتے ہیں اور جو میں انہیں دیتا ہوں، بیت المال میں ان کا حق اس سے کئی گنا زیادہ ہے اور جب وہ ہم سے اپنا کچھ حق لے کر راضی ہو جاتے ہیں تو یہ ان کا ہم پر احسان ہے۔

کسی کی ادا کو ادا کر رہا ہوں

ایک مرتبہ آپ کو ایک حدیث سنایا گیا جس میں تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تلوار گلے میں لٹکائے باہر نکلے تو آپ تعجب کرنے لگے کہ جو عادات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہیں لوگ ان سے کیسے بدل گئے ہیں اور سپاہی اور امراء تلواروں کو اپنی کمروں میں کیسے باندھتے ہیں اور اس طرح نہیں کرتے جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہے، پھر آپ نے سپاہیوں کو حکم دیا کہ وہ تلواروں کو اپنے گلوں میں ڈالیں۔ پھر آپ دوسرے روز فوج کی طرف گئے تو آپ تلوار گلے میں لٹکائے ہوئے تھے اور سپاہیوں کا بھی یہی حال تھا اس سے آپ کا مقصد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء کرنا تھا۔ رحمۃ اللہ علیہ (البدایہ والنہایہ جلد ۱۲ صفحہ ۳۴۶)

سلطان نورالدین زنگی ایک عبادت گزار، شب بیدار بادشاہ تھا، ایک عظیم الشان سلطنت کا فرماں روا ہونے کے باوجود ایسا مردِ درویش تھا جس کی راتیں مصلیٰ پر گزرتی تھیں اور دن میدانِ جہاد میں۔ مصر کے اس مجاہد، دین دار بادشاہ کی حکومت حرمین شریفین تک تھی اور یہ سارا علاقہ اس کے زیرِ نگیں تھا۔ وہ عظمت و کردار کا ایک عظیم پیکر تھا، جس نے اپنی نوکِ شمشیر سے تاریخِ اسلام کا ایک روشن باب لکھا۔ سلطان نورالدین زنگی نے رات کا بیشتر حصہ عبادت و مناجات میں گزارتا تھا اور آپ معمول تھا کہ نمازِ عشا کے بعد بکثرت نوافل پڑھتے اور پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر سینکڑوں مرتبہ درود شریف بھیج کر تھوڑی دیر کے لیے بستر پر لیٹ جاتے تھے۔ چند ساعتوں کے بعد پھر نماز تہجد کے لیے اٹھ کھڑے ہوتے تھے اور صبح تک نہایت خشوع و خضوع کے ساتھ عبادت میں مشغول رہتے۔

اور اسی طرح آپ کی بیوی عصمت الدین خاتون بنت اتابک معین الدین رات کو بہت قیام کرتی تھی۔ ایک شب وہ اپنے ورد سے غافل ہو گئی تو صبح کو غضبناک حالت میں تھی، نورالدین نے اس سے پوچھا تو اس نے بتایا کہ نیند کی وجہ سے اس کا ورد نہیں ہو سکا، پس اسی وقت نورالدین نے قلعہ میں سحر کے وقت طبل بجانے کا حکم دیا تاکہ وہ سونے والے کو اس وقت قیام اللیل لئے جگا دے اور اس نے طبل خانہ کو بہت اجرت اور وظیفہ دیا۔ (ایضاً ۳۶۲)

خواب میں زیارتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

۵۵۷ ہجری، ۱۱۶۲ عیسوی کی ایک شب اوراد و وظائف سے فارغ ہو کر بستر پر لیٹا تو خواب میں تین بار حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوا۔ بعض روایتوں میں ہے کہ سلطان نے متواتر تین رات حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ ہر مرتبہ دو آدمیوں (انسانی شیطانوں) کی طرف اشارہ کرتے ہوئے سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”نور الدین! یہ دو آدمی مجھے ستارہ ہیں۔ ان کے شر کا استحصال کرو۔“ نور الدین یہ خواب دیکھ کر سخت مضطرب ہوا، بار بار استغفار پڑھتا اور رورور کر کہتا۔ ”میرے آقا و مولا کو میرے جیتے جی کوئی ستارے یہ نہیں ہو سکتا۔ میری جان، مال، آل و اولاد

سب آقائے مدنی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نثار ہے۔ خدا اس دن کے لیے نور الدین کو زندہ نہ رکھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم غلام کو یاد فرمائیں اور وہ دمشق میں آرام سے بیٹھا رہے۔"

ایک عشق مصطفیٰ ہے اگر ہو سکے نصیب
ورنہ دھرا ہی کیا ہے جہان خراب میں
فاتح کون و مکاں ہے جذبہ عشق رسول
کچھ نہیں ہوتا یہاں بے گرمی سوزِ بلال

سلطان نور الدین زنگی کی بے چینی

حضرت نور الدین علیہ الرحمہ زیارت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ارشاد رسول کے بعد بے چین ہو گیا اور اسے یقین ہو گیا کہ مدینہ طیبہ میں ضرور کوئی ایسا ناشدنی واقعہ ہوا ہے، جس سے رحمت دارین صلی اللہ علیہ وسلم کی روح اقدس کو تکلیف پہنچی ہے۔ خواب سے بیدار ہوتے ہی اس نے بیس اعیان حکومت کو ساتھ لیا اور بہت سا خزانہ گھوڑوں پر لدوا کر مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہو گیا۔ دمشق کے لوگ سلطان کے یکا یک عازم سفر ہونے سے بہت حیران ہوئے، لیکن کسی کو معلوم نہ تھا کہ اصل بات کیا ہے؟

اہل مدینہ کی دعوت

دمشق سے مدینہ منورہ پہنچنے میں عام طور پر بیس پچیس دن لگتے تھے لیکن سلطان نے یہ فاصلہ نہایت تیز رفتاری کے ساتھ طے کیا اور سولہویں دن ہی مدینہ طیبہ جا پہنچا۔ اہل مدینہ اس کی اچانک آمد پر حیران رہ گئے۔ سلطان نے آتے ہی شہر میں آنے جانے کے دروازے بند کر دیے۔ پھر منادی کرادی کہ آج تمام اہل مدینہ اس کے ساتھ کھانا کھائیں، تمام اہل مدینہ نے نہایت خوش دلی سے سلطان کی دعوت قبول کی۔ اس طرح مدینہ منورہ کے تمام لوگ سلطان کی نظر سے گزر گئے، لیکن ان میں وہ دو آدمی نہ تھے جن کی شکلیں اسے سچے خواب کے ذریعے دکھائی گئی تھیں۔

بزرگ صورت شیطان

سلطان نورالدین زنگی علیہ الرحمہ نے اکابر شہر سے پوچھا کہ کوئی ایسا شخص تو باقی نہیں رہا جو کسی وجہ سے دعوت میں شریک نہ ہو سکا ہو؟

انہوں نے کہا کوئی ایسا تو نہ رہا، البتہ دو خدا رر سیدہ مغربی زائر، جو مدت سے یہاں مقیم ہیں، نہیں آئے۔ یہ دونوں بزرگ عبادت میں مشغول رہتے ہیں۔ اگر کچھ وقت بچتا ہے تو جنت البقیع میں لوگوں کو پانی پلاتے ہیں، سوائے اس کے کسی سے ملتے ملا تے نہیں۔

سلطان کا خون کھول گیا

سلطان نے حکم دیا ان دونوں کو بھی یہاں لاؤ۔ جب وہ دونوں سلطان کے سامنے حاضر کیے گئے تو اس نے ایک نظر ہی میں پہچان لیا کہ یہی وہ دو (شیطان صفت) آدمی ہیں جو اسے خواب میں دکھائے گئے تھے۔ انہیں دیکھ کر سلطان کا خون کھول اٹھا، لیکن تحقیق حال ضروری تھی، کیوں کہ ان (مکاروں) کا لباس زاہدانہ اور شکل و صورت مومنوں کی سی تھی۔ سلطان نے پوچھا تم دونوں کہاں رہتے ہو؟ انہوں نے بتایا کہ روضہ اقدس کے پاس ایک مکان کرایہ پر لے رکھا ہے اور اسی میں ہر وقت ذکر الہی اور عبادت خداوندی میں مشغول رہتے ہیں۔

خوف ناک انکشاف

سلطان نورالدین علیہ الرحمہ نے وہیں ان دونوں کو اپنے آدمیوں کی نگرانی میں چھوڑا اور خود اکابر شہر کے ہم راہ اس مکان میں جا پہنچا، یہ ایک چھوٹا سا مکان تھا، جس میں نہایت مختصر سامان مکینوں کی زاہدانہ زندگی کی خبر دے رہا تھا، اہل شہر (دھوکے سے) ان دونوں کی تعریف میں رطب اللسان تھے اور بظاہر کوئی چیز قابل اعتراض نظر نہیں آتی تھی، لیکن سلطان کا دل مطمئن نہ تھا اس نے مکان کا فرش ٹھونک بجا کر دیکھنا شروع کیا۔ یکایک سلطان کو ایک چٹائی کے نیچے فرش ہلتا ہوا محسوس ہوا، چٹائی ہٹا کر دیکھا تو وہ ایک چوڑی سل تھی، اسے سر کا یا گیا تو ایک خوف ناک انکشاف ہوا۔ یہ ایک سرنگ تھی جو روضہ

اقدس کی طرف جاتی تھی۔ سلطان سارا معاملہ آناً فاناً سمجھ گیا اور بے اختیار منہ سے نکلا: صدق اللہ وصدق
رسولہ النبی الکریم

بھیڑ نما بھڑیے

سادہ مزاج اہل مدینہ بھی ان بھڑ نما بھڑیوں کی یہ حرکت دیکھ کر شذر رہ گئے، سلطان اب قہر
وجلال کی مجسم تصویر بن گیا اور اس نے دونوں ملعونوں کو پاہ زنجیر کر کے اپنے سامنے لانے کا حکم دیا۔
جب وہ سلطان کے سامنے پیش ہوئے تو اس نے ان سے نہایت غضب ناک لہجے میں مخاطب ہو کر پوچھا۔
سچ سچ بتاؤ تم کون ہو؟ اور اس ناپاک حرکت سے تمہارا کیا مقصد ہے؟۔ دونوں ملعونوں نے نہایت بے
شرمی اور ڈھٹائی سے جواب دیا۔ ”اے بادشاہ! ہم نصرانی ہیں (بعض روایتوں میں یہ ہے کہ یہ دونوں
یہودی تھے) اور اپنی قوم کی طرف سے تمہارے پیغمبر کی لاش چرانے پر مامور ہوئے ہیں۔ ہمارے نزدیک
اس سے بڑھ کر اور کوئی کارِ ثواب نہیں ہے۔ لیکن افسوس کہ عین اس وقت جب ہمارا کام بہت تھوڑا باقی
رہ گیا تھا تم نے ہمیں گرفتار کر لیا۔ ایک روایت میں ہے کہ یہ سرنگ حضرت عمر فارق اعظم رضی اللہ عنہ
کے جسد مبارک تک پہنچ چکی تھی، یہاں تک کہ ان کا ایک پاؤں ننگا ہو گیا تھا۔

گستاخانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا انجام

سلطان نور الدین کا پیاناہ صبر لبریز ہو گیا، اس نے تلوار کھینچ کر ان دونوں بد بختوں کی گردنیں اڑا
دیں اور ان کی لاشیں بھڑکتی ہوئی آگ کے الاؤ میں ڈلوادیں۔ یہ کام انجام دے کر سلطان پر رقت طاری
ہو گئی اور شدتِ گریہ سے اس کی گھگی بندھ گئی۔ وہ مدینہ منورہ کی گلیوں میں روتا ہوا گھومتا تھا اور کہتا تھا:
زہے نصیب کہ اس خدمت کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس غلام کا انتخاب فرمایا۔

منت منہ کہ خدمت سلطان ہمیں کنی

منت شناس ازو کہ بخد مت گذاشت

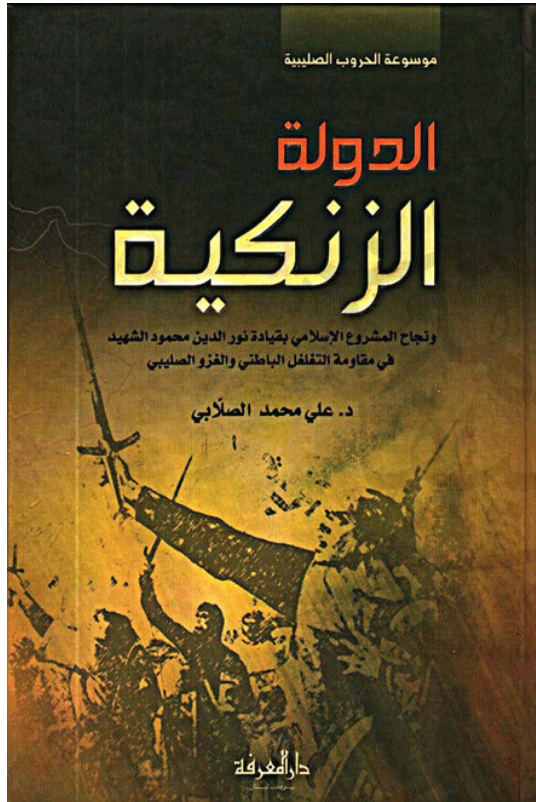
﴿یختص بر حمتہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم﴾

جب ذرا قرار آیا تو سلطان نے حکم دیا کہ روضہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد گہری خندق کھود کر اسے سیسہ سے بھر دیا جائے، چنانچہ اتنی گہری خندق کھودی گئی کہ زمین سے پانی نکل آیا، اس کے بعد اس میں سیسہ بھر دیا گیا، تاکہ زمانے کی دست برد سے ہر طرح محفوظ رہے، آج بھی اہل مدینہ سلطان نور الدین کا نام نہایت محبت و احترام سے لیتے ہیں اور اس کا شمار ان نفوس قدسی میں کرتے ہیں جن پر سید البشر صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اعتماد کا اظہار فرمایا اور ان کے محب رسول ہونے کی تصدیق فرمائی یہ رتبہ بلند ملا جس کو مل گیا۔

آپ ہر وقت شہادت کی تمنا اور جستجو میں رہتے تھے اسی وجہ سے لوگوں نے آپ کو نور الدین الشہید کا لقب دیا۔ (سیر اعلام النبلاء للذہبی ۵۳۲/۲۰)

۱۱ شوال ۵۶۹ ہجری میں سلطان نے انتقال فرمایا اور دمشق شام کے قلعہ میں دفن کیا گیا۔ یہ مدرسہ سلطان نے خوامین کے پڑوس میں مغربی جانب احناف (حنفی المسلک) حضرات کے لیے تعمیر کرایا تھا۔ علمائے کرام فرماتے ہیں کہ آپ کی قبر پر مانگی دعا قبول ہوتی ہے۔

ابن حورانی نے کتاب "الاشارات الی اماکن الزیارات" میں سلطان کی ایک کرامت نقل کی ہے۔ اس کتاب میں زیارات سے مراد زیارات دمشق ہیں۔ اور ظاہر ہے یہ ہے کہ ابن حورانی دسویں ہجری کے علماء میں سے تھے۔ جیسا کہ "کشف الظنون" سے مفہوم ہوتا ہے۔ لکھتے ہیں کہ سلطان محمود زنگی کی قبر پر دعا مستجاب ہوتی ہے۔ یہ بات اہل علم کے ہاں بہت مشہور ہے۔ حافظ محمد بن حسن صاحب "مجمع الاحباب" اور کمال دیمیری نے "حیات الحیوان" اور صاحب "طبقات الحنفیہ" اور بصروی نے "فضائل سلطان" میں اسے ذکر کیا ہے۔ ہمارے شیخ جناب ابو العباس طیبی فرمایا کرتے ہیں کہ یقیناً یہ بات مجرب ہے ہم نے بارہا اس کا تجربہ بھی کیا ہے۔" (جامع کرامات الاولیاء، جلد ۲ صفحہ ۴۴۹/۴۵۰)



وقد أحصى المؤرخ عز الدين بن شداد (ت 684هـ) مدارس حلب في أيامه، فوجدتها أربعاً وخمسين مدرسة موزعة بين المذاهب الفقهية الأربعة منها: إحدى وعشرون للشافعية، واثنان وعشرون للحنفية، وثلاث للمالكية والحنابلة، وثمانية عشر للحدیث الشریف بالإضافة إلى إحدى وثلاثين مقراً للصوفية، وقد آتت هذه المؤسسات العلمية ثمارها المرجوة إذ انقضى المذهب الإسماعيلي الباطني في حلب في حدود عام 600هـ، وأخلى الشیعة الإمامية معتقداتهم حتى انتهى بهم الأمر إلى أن أخذوا ينتكرون، وأفعال السنة يتظاهرون. وهذا بفضل الله ثم جهود المصلح الكبير نور الدين، وخلفائه الذين اقتدوا به في الإكثار من المدارس السنية، وتأمين الأساتذة الأكفاء لها، والإنفاق عليها بسخاء حتى تراجع التشيع في هذه المدينة، وأصبحت السيادة فيها لمذهب أهل السنة، وهذا يدل على أهمية التربية العقيدية والفكرية والثقافية في التمكين للإسلام الصحيح في نفوس الناس.

ومما ساعد نور الدين محمود على تحقيق برنامجه الإصلاحی: أن جهوده جاءت تالية لجهود المدارس النظامية، فانتفع بما حقته من نتائج، وفي مقدمتها تخريج جيل يحمل على عاتقه مهمة الدعوة للمذهب السني والانتصار له.

وقد لاحظت في دراستي لفترة الحروب الصليبية أن انتصارات نور الدين وصلاح الدين ساهمت فيها عوامل متعددة، منها على مستوى الخلافة نفسها، ومنها على المستوى الشعبي، ومنها على مستوى الوزارة، فقد أخذت مؤسسة الخلافة تسترجع صلاحياتها وتقوى على ما كانت عليه في العهد السلجوقي الأول، وكذلك الوزارة العباسية في عهد يحيى بن هبيرة الوزير الصالح والعالم الرباني. وكان الشيخ عبد القادر الجيلاني من زعماء الدعوة الشيعية والإصلاح العام في عاصمة الخلافة العباسية، فقد كانت عانة الجماهير متعشدة إلى شخصية روحية رفيعة، تكون على تواصل بالشعب وطبقاته وجماعته، تؤثر في المجتمع بدعوتها ومواعظها وتزكيتها، وتوقظ في النفوس الإيمان وتحيي فقه القدم على الله، وتحرك في القلوب الحب لله والحنين إليه، وتحث على الطموح وتعلمو المهمة وبذل الجهد في الحصول على علم الله الصحيح وعبادته، ونيل رضوانه والمسابقة إلى سبيله، وتدعو إلى التوحيد الكامل والدين الخالص. ولقد كان هذا المصلح الكبير في شخص الشيخ عبد القادر الجيلاني، واستطاع أن يؤسس مدرسة ساهمت مع الزنكيين في تحمل المسؤولية ومواجهة التحديات العقائدية والفكرية والاقتصادية والاجتماعية، وساهمت في إعداد جيل المعوجه للخطر الصليبي في البلاد الشامية، وقد استفاد عبد القادر الجيلاني من جهود من سبقوه

وتعاليمهم وخصوصاً الإمام الغزالي الذي قام بدور عظيم في تاريخ الإصلاح والتجديد، وحول تلك التحاليم إلى مناهج مبسطة يفهمها المائة وطلاب العلم والعلماء، فقد وضع الشيخ عبد القادر منهجاً متكاملًا يستهدف إعداد الطلبة والمريدین روحياً واجتماعياً، ويؤهلهم لحمل رسالة الأمر بالمعروف والنهي عن المنكر، وتوفر لهذا المنهج فرص التطبيق العملي في الرباط المعروف باسم: «الشيخ عبد القادر» حيث كانت تجري فيه تدريبات التربية والدروس والمحاضرات الصوفية، ويتم الطلبة والمريدون، بالتفصيل الدقيق للنظام التربوي الذي طبقه الشيخ عبد القادر الجيلاني، يكشف عن تأثير كبير بالمناهج التي اقترعها الغزالي^(١).

وتعتبر تعاليم الشيخ عبد القادر ومدرسته ذات أثر ملموس ساهم في نهوض الأمة في عهد الزنكيين والأيوبيين، وكان الشيخ عبد القادر على أصول منهج أهل السنة في الأصول والفروع، وكانت له جهود مشكورة للتصدي للمذهب الشيعي الرافضي، وإعداد الأمة للجهاد ضد الصليبيين الغزاة، وقد أثنى ابن تيمية على الشيخ عبد القادر، واعتبره من أئمة الصوفية والمشايع المشهورين الذين كانوا على الصراط المستقيم، وإنه من أعظم الناس لزوماً للأمر والنهي وشهد له بأنه من الشيوخ الكبار^(٢)، ثم شهد له أنه من أعظم مشايخ زمانه في الأمر بالتمسك بالشريعة الغراء بالزمام الشرع والأمر والنهي، ومن أعظم المشايخ أمراً بترك الهوى والإرادة النفسية^(٣).

اس (الدولة الزنكية) کتاب میں محقق علی محمد الصلابی نے سلطان معظم مجاہد اسلام حضرت نور الدین زنگی رحمۃ اللہ علیہ کی سوانح بیان کی ہے اور مقدمہ میں اختصار کے ساتھ تحریر کیا ہے کہ سلطان نے سنیوں کے مدرسہ سے تعلیم حاصل کی اور چونکہ وہ دور حضرت شیخ المشائخ غوث الاعظم عارف باللہ شیخ محی الدین عبد القادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کا دور تھا، اور ان کا طوطی چار دانگ عالم بول رہا تھا اور علوم دین و شریعہ میں ان کی مثال کوئی نہ تھا جنکا منہاج، منہاج اہلسنت وجماعت پر تھا اور تعلیم حجت الاسلام حضرت امام غزالی رضی اللہ عنہ کا تھا اسلئے سلطان نور الدین کو ان سے بھی فیض حاصل ہوا اور دینی لحاظ سے تمام تر فتوحات وغیرہ کے پس پردہ جو تعلیم تھی وہ ان شیوخ کی تھی۔ اس کے علاوہ یہ بھی کہ سلطان نے تمام سنی چاروں مذاہب اسلام یعنی حنفی، مالکی، شافعی اور حنبلیوں کے لئے مدارس کے ساتھ ساتھ صوفیاء کرام کے لئے جابہ جا خانقاہوں اور اذکار کی محافل کی جگہوں کا بھی انتظام و انصرام کیا۔ نیز ابن تیمیہ کا بھی ذکر ہے کہ جس نے حضرت شیخ جیلانی رضی اللہ عنہ کو عظیم مشائخ اور ثقہ علماء میں سے ثابت کیا ہے اور ان سے متاثر بھی تھا۔

یعنی ثابت ہوا کہ اسلام کا یہ عظیم سپوت اور حقیقی مجاہد، ملک الناصر حضرت سلطان صلاح الدین ایوبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی طرح مقلد اور سنی المذہب کٹر اور صوفیاء سے محبت رکھنے والے سلطان تھے۔ ان کی قبر مبارک دعاؤں کی قبولیت کا بے مثال مظہر الہیہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ان پاک ترین نفوس پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے جنہوں نے بنا کسی کا گلا کاٹے، بنا خود کش کئے اسلام کے عظیم پھول کی آبیاری کی، حیف ہے زمانے کی چال پر کہ آج اسلام میں (صیہونی دہشتگرد) تبلیغ اور مجاہد کے نام پر اسلام کو بدنام کر رہے ہیں۔ صد کروڑ افسوس.....

اس (الدولة الزنکیہ) کتاب تاریخ میں ڈاکٹر علی محمد الصلابی نے حضرت شیخ سید عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کی سیرت بیان کی ہے، اور اس کے ایک باب میں ذکر کیا ہے کہ مدرسہ (القادریہ) کی بنیاد ہی مجاہد اسلام حضرت سلطان نور الدین زنگی الحنفی علیہ الرحمہ نے اس لئے رکھوائی تھی کہ تمام تر سنی چاروں مذاہب فقہ ایک جگہ پر متحد ہو سکیں، یعنی دوسرے الفاظ میں تصوف اور شیخ غوث الاعظم شیخ عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کی منہاج کی ترویج اس لئے سلطان نے کی تاکہ مسلمانوں کو صلیبیوں کی ثقافی، مذہبی گمراہی، بدکاری معاشی، و معاشرتی یلغاروں کو مسلمانوں پر سے روک سکیں، اور اس کام میں طریقت قادریہ پر ایک مدرسہ بنوایا گیا جہاں سے تبلیغ دین، اشاعت اسلام کا کام ہوتا اور صلیبیوں کی ان یلغاروں سے متحد ہو کر امت مسلمہ کا تحفظ کیا جاتا۔ مدرسہ قادریہ نے اس اہم موقع پر یہ اہم خدمت سرانجام دی۔

یہ بات بین ثبوت ہے کہ تصوف اسلام کی روح ہے اور آج کے جو نام نہاد (سلفی، وہابی دیوبندی) وغیرہ اسکی مخالفت کرتے ہیں وہ خود اسلام سے نا آشنا ہیں اور ان کا تاریخ میں کوئی رول نہیں رہا ہے، ہمیشہ آپ کو تاریخ میں صوفیاء کا ذکر ملے گا جو مجاہد تھے، کٹر سنی تھے مقلد تھے۔ چاہے کوئی صوفی نہ بھی ہو تب بھی وہ ان کو شرک نہیں کہتا تھا کسی نے اسکو شرک سمجھا ورنہ تصوف کے مدرسے کی اشاعت وہ بھی صلیبی دور میں کیا معنی رکھتی ہے۔ ظاہر ہے کہ تصوف کو اسلام کی بقا روح اور صفائی قلب کی علامت سمجھا

جاتا تھا۔ جبکہ ان کے مخالفت میں کون تھے؟ صلیبی اور حشیشین یعنی اس دور کے خوارج میں حشیشین تھے، جبکہ آجکل (سلفی دیوبندی وہابی) ہیں۔

"اللہ تعالیٰ تیری (حضرت نورالدین) ان ہڈیوں کو جو مٹی کے نیچے بوسیدہ ہو گئی ہیں، عفو و مغفرت کا لباس پہنائے اور جس قبر میں انہوں سے رکھا ہے، اسے رحمت سے سیراب کرے اور ان کی قبر کی جگہ کو روح و ریحان سے بھر دے"۔ (البدایہ والنہایہ جلد ۱۲ صفحہ ۳۶۲)

آپ کے مفصل حالات کے لیے درج ذیل کتابوں کا مطالعہ کریں۔

المنتظم جلد ۱۸ صفحہ ۲۱۰-۲۰۹، تاریخ دمشق لابن عساکر جلد ۲ صفحہ ۱۲۳-۱۱۸، الکامل فی التاریخ لابن الاثیر جلد ۹ صفحہ ۱۱۲-۱۱۳، تاریخ الاسلام للذہبی جلد ۳۹ صفحہ ۳۸۷-۳۸۰، سیر اعلام النبلاء جلد ۲ صفحہ ۵۳۹-۵۳۱، البدایہ والنہایہ جلد ۴ صفحہ ۲۵۳-۲۳۹ الاشارات الی اماكن الزیارات، جامع کرامات الاولیاء، الدولة الزنکیہ وغیرہ



ابتدائی دور

سلطان صلاح الدین ایوبی علیہ الرحمہ شروع میں وہ سلطان العادل حضرت نورالدین زنگی الحنفی علیہ الرحمہ کے یہاں ایک فوجی افسر تھے۔ مصر کو فتح کرنے والی فوج میں صلاح الدین بھی موجود تھے اور اس کے سپہ سالار شیر کوہ صلاح الدین ایوبی کے چچا تھے۔ مصر فتح ہو جانے کے بعد صلاح الدین کو ۵۶۳ ہجری

میں مصر کا حاکم مقرر کر دیا گیا۔ اسی زمانے میں ۵۶۹ ہجری میں انہوں نے یمن بھی فتح کر لیا۔ حضرت نور الدین زنگی علیہ الرحمہ کے انتقال کے بعد صلاح الدین ایوبی علیہ الرحمہ نے حکومت سنبھالی۔

آپ علیہ الرحمہ کے طور طریقے اور ادب و آداب

مورخین لکھتے ہیں کہ سلطان صلاح الدین ایوبی ایک ایسا عظیم حکمران تھا جو میدان جنگ میں قہر برپا کرنے والا ایک بہادر جنگجو تو تھا لیکن وہ ایک رحم دل انسان بھی تھے۔ صلاح الدین نماز پنجگانہ کا پابند اور نفلی عبادت گزار تھے۔ اس نے کبھی کوئی نماز نہ چھوڑی اور نہ قضا کی۔ اس کے ساتھ ہمیشہ ایک امام موجود ہوتے تھے اور اگر کوئی امام نہ ہوں تو کسی عالم دین کے پیچھے نماز ادا کر لیتے تھے جو وہاں موجود ہوتے تھے۔ صلاح الدین نے ساری زندگی جو کچھ کمایا اس کا بیشتر حصہ صدقے و خیرات میں خرچ کر دیا اور کبھی وہ اتنی دولت جمع ہی کر پایا کہ وہ زکوٰۃ ادا کرتے۔ صلاح الدین کی ایک بڑی خواہش تھی کہ وہ حج ادا کرے لیکن وہ جہاد میں اس حد تک مصروف رہے کہ اس کے پاس اتنی رقم ہی جمع نہ ہو سکی کہ وہ حج کر سکے اور اس کے بغیر ہی انتقال کر گئے۔ آپ ہر پیر اور جمعرات کو ایک اجلاس منعقد کرتے تھے جس میں بیٹھ کر عوام کی فریاد اور تکالیف سنی جاتیں۔ اس محفل میں قانون دان، قاضی صاحبان اور عالم دین بھی شرکت کرتے تھے۔ صلاح الدین نے اپنی زندگی میں کبھی کسی کی مدد کرنے میں کوتاہی نہیں برتی آپ نے کبھی کسی سے بدکلامی نہیں کی اور نہ ہی اپنی موجودگی میں کسی اور کو کرنے دی۔ اپنی پوری زندگی میں ان نے کبھی کوئی تلخ بات نہیں کی اور نہ ہی کبھی کسی مسلمان کے خلاف اپنے قلم اور تلوار کو استعمال کی، جب بھی کوئی یتیم آپ کے دروازے پر آیا آپ نے بہت شفقت سے اس کے سر پر ہاتھ رکھا، ان کو اپنے مال سے حصہ بھی دیا کرتے تھے۔ حضرت نور الدین زنگی علیہ الرحمہ کی طرح آپ کی زندگی بھی بڑی سادہ تھی۔ ریشمی اور قیمتی کپڑے کبھی استعمال نہیں کئے اور رہنے کے لئے محل کی جگہ معمولی سا مکان ہوتا تھا۔

قاہرہ پر قبضے کے بعد جب آپ نے فاطمی حکمرانوں کے محلات کا جائزہ لیا تو وہاں بے شمار جواہرات اور سونے چاندی کے برتن جمع تھے۔ آپ نے یہ ساری چیزیں اپنے قبضے میں لانے کے بجائے بیت المال میں

داخل کرادیں۔ محلات کو عام استعمال میں لایا گیا اور ایک محل میں عظیم الشان خانقاہ قائم کی گئی۔ فاطمیوں کے زمانے میں مدرسے قائم نہیں کئے گئے شام میں تو نور الدین کے زمانے میں مدرسے اور شفاخانے قائم ہوئے لیکن مصر اب تک محروم تھا۔ صلاح الدین ایوبی نے یہاں کثرت سے مدرسے اور شفاخانے قائم کئے۔ ان مدارس میں طلباء کے قیام و طعام کا انتظام بھی سرکار کی طرف سے ہوتا تھا۔

قاہرہ میں آپ علیہ الرحمہ کے قائم کردہ شفاخانے کے بارے میں ایک سیاح ابن جبیر لکھتا ہے کہ یہ شفاخانہ ایک محل کی طرح معلوم ہوتا ہے جس میں دواؤں کا بہت بڑا ذخیرہ ہے۔ اس نے عورتوں کے شفاخانے اور پاگل خانے کا بھی ذکر کیا ہے۔ آپ کے تمام عظیم کارناموں میں ایک کارنامہ یہ بھی ہے جو صاحب المدائح النبویہ فرماتے ہیں کہ "فاطمی خلافت میں رائج بری رسومات کو اور شخصی میلاد کو ختم کر کے صلاح الدین ایوبی (رحمۃ اللہ علیہ) نے صرف اور صرف میلاد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کا انعقاد رائج ٹھہرایا اور صوفیاء کے لئے خانقاہوں کی تعمیر کی۔

(المدائح النبویہ صفحہ ۱۰۰ ازالدکتور محمود علی مکی)



شاہ ار بل حضرت شاہ ابو سعید مظفر الدین علیہ الرحمہ

یاد رہے کہ اس عظیم کارنامے کو عملی جامہ پہنانے میں شاہ ار بل حضرت شاہ ابو سعید مظفر الدین علیہ الرحمہ بھی پیچھے نہ رہے کتابوں میں لکھا ہے کہ حضرت شاہ ابو سعید مظفر علیہ الرحمہ (متوفی ۶۳۰ ہجری)

عظیم فاتح سلطان صلاح الدین ایوبی علیہ الرحمہ کے بہنوئی تھے۔ سلطان ایوبی کی حقیقی ہمشیرہ حضرت ربیعہ خاتون ملک ابوسعید المظفر کے عقد میں تھیں اور سلطان بادشاہ سے بغایت درجہ محبت رکھتے تھے۔ وہ دونوں خدمتِ اسلام میں ایک دوسرے کے ساتھ دل و جان سے شریک تھے۔ بادشاہ خادمِ اسلام ہونے کے باوصف بہت متقی، پرہیزگار اور فیاض واقع ہوئے تھے۔ بادشاہ کا عظیم دینی و روحانی مقام اور خدمتِ اسلام کی تڑپ دیکھ کر ہی سلطان صلاح الدین ایوبی علیہ الرحمہ نے اپنی ہمشیرہ 'حضرت ربیعہ خاتون رحمۃ اللہ علیہا' کی شادی ان سے کی تھی۔ سلطان صلاح الدین ایوبی علیہ الرحمہ کے حوالے سے ملک ابوسعید المظفر کا یہ تعارف کرانے کے بعد امام ابن کثیر نے تین چار سطور میں موصوف کے سیرت و کردار، تقویٰ و پرہیزگاری اور دریادلی پر روشنی ڈالی ہے اور میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حوالے سے تفصیلات شرح و بسط کے ساتھ رقم کی ہیں۔ انہوں نے اس موضوع پر بالتفصیل لکھا ہے کہ بادشاہ کس جوش و جذبہ اور مسرت و سرور سے میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تقریب کا اہتمام کیا کرتا تھا۔

امام ابن کثیر لکھتے ہیں کہ شاہ مظفر ابوسعید کو کبریٰ بن زین الدین علی بن تبکتکین ایک سخی، عظیم سردار اور بزرگ بادشاہ تھا، جس نے اپنے بعد اچھی یادگاریں چھوڑیں۔ اس نے قاسیون کے دامن میں جامع مظفری تعمیر کروائی۔ وہ برزہ کے پانی کو اس کی طرف لانا چاہتا تھا تو معظم نے اسے اس کام سے یہ کہہ کر روک دیا کہ وہ سفوح کے مقام پر مسلمانوں کے قبرستان سے گزرے گا۔ وہ ماہ ربیع الاول میں میلاد مناتا تھا اور عظیم الشان محفل میلاد منعقد کرتا تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ بہادر، دلیر، حملہ آور، جری، دانا، عالم اور عادل بھی تھا۔ اللہ تعالیٰ اس پر رحمت فرمائے اور اسے بلند رتبہ عطا فرمائے۔

شیخ ابو الخطاب ابن دحیہ نے اس کے لیے میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں ایک کتاب لکھی اور اس کا نام ”التنویر فی مولد البشیر والنذیر“ رکھا۔ شاہ نے اس تصنیف پر اُسے ایک ہزار دینار انعام دیا۔ اس کی حکومت حکومتِ صلاحیہ کے زمانے تک رہی، اس نے عکا کا محاصرہ کیا اور وہ قابلِ تعریف سیرت و کردار اور قابلِ تعریف دل کا آدمی تھا۔

سب نے بیان کیا ہے کہ مظفر کے دسترخوانِ میلاد النبی ﷺ پر حاضر ہونے والے ایک شخص کا بیان ہے کہ اس میں پانچ ہزار بھنے ہوئے بکرے، دس ہزار مرغیاں، ایک لاکھ مٹی کے دودھ سے بھرے پیالے اور تیس ہزار مٹھائی کے تھال ہوتے تھے۔“

✍ ابن کثیر، البدایہ والنہایہ جلد ۹ صفحہ ۱۸

✍ محبی، خلاصۃ الاثر فی اعیان القرن الحادی عشر جلد ۳ صفحہ ۲۳۳

✍ سیوطی، حسن المقصد فی عمل المولد صفحہ ۴۲-۴۴

✍ سیوطی، الحاوی للفتاویٰ صفحہ ۲۰۰

✍ احمد بن زینی دحلان، السیرۃ النبویہ جلد ۱ صفحہ ۵۳-۵۴

اس کے بعد امام ابن کثیر کی عبارت ملاحظہ فرمائیں:

میلاد کے موقع پر اُس کے پاس بڑے بڑے علماء و مشائخ اور صوفیاء حاضر ہوتے تھے، وہ انہیں خلعتیں پہناتا اور عطیات پیش کرتا تھا اور صوفیاء کے لیے ظہر سے عصر تک سماع کراتا تھا اور خود بھی ان کے ساتھ رقص کرتا تھا۔ ہر خاص و عام کے لیے ایک دارِ ضیافت تھا اور وہ حریم شریفین و دیگر علاقوں کے لیے صدقات دیتا تھا اور ہر سال بہت سے قیدیوں کو فرنگیوں سے چھڑاتا تھا۔ کہتے ہیں کہ اس نے ان کے ہاتھ سے ساٹھ ہزار قیدیوں کو رہا کر لیا۔

ربیعہ خاتون بنت ایوب رحمۃ اللہ علیہا (جو بڑی علم و فاضل والی خاتون تھیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہا نے دمشق میں جبل قاسیون میں ایک عظیم الشان مدرسہ تعمیر کروایا جو مدرسہ خاتونہ کے نام سے مشہور ہے اور آج تک موجود ہے۔ آپ کا مزار مبارک اسی مدرسہ کے اندر واقع ہے) فرماتی ہیں کہ اس کے ساتھ میر انکاح میرے بھائی صلاح الدین ایوبی (علیہ الرحمہ) نے کرایا تھا۔

مورخین کے مطابق اس خاتون کا بیان ہے کہ شاہ اربل کی قمیص پانچ دراہم کے برابر بھی نہ ہوتی تھی۔ پس میں نے اسے اس بارے میں سوال کیا تو وہ کہنے لگے "میرا پانچ درہم کے کپڑے کو پہننا اور باقی کو صدقہ کر دینا اس بات سے بہتر ہے کہ میں قیمتی کپڑا پہنوں اور فقراء اور مساکین کو چھوڑ دوں اور وہ ہر

سال محفل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر تین لاکھ دینار اور مہمان نوازی پر ایک لاکھ دینار اور حریم شریفین اور حجاز کے راستے میں پانی پر خفیہ صدقات کے علاوہ تیس ہزار دینار خرچ کرتا تھا، رحمہ اللہ تعالیٰ۔

ابن خلکان نے جو اس عادل بادشاہ کے بارے میں جو لکھا ہے وہ نہایت ہی اہم اور قابل توجہ اس لئے بھی ہے کہ انہوں نے جو لکھا ہے وہ کسی سے سنا ہوا نہیں ہے بلکہ وہ ان کا مشاہدہ ہے۔ جس کی تصریح خود ان لفظوں میں کر دی ہے، فرماتے ہیں کہ "اگر میں ان کے تمام محاسن نقل کروں تو کتاب طویل ہو جائے گی اور ان کی نیکیوں کی شہرت بھی طوالت سے مانع ہے ہم نے جو ان کے اس قدر طویل حالات لکھے ہیں ہم معذور ہیں ان کا سبب فقط ان ہم پر ایسے حقوق ہیں جن میں سے ہم بعض کا شکریہ ادا نہیں کر سکتے خواہ ہم کتنا بھی روز لگالیں اور منعم کا شکر ادا کرنا لازم ہوتا ہے اللہ ہماری طرف سے انہیں خوب جزا عطا فرمائے۔ ہم پر ان کے بڑے احسانات ہیں۔ میں نے کوئی شے ان سے بطور مبالغہ نہیں لکھی بلکہ جو کچھ لکھا ہے یہ میرا اپنا مشاہدہ ہے اور دیکھا ہوا ہے اور میں نے بہت سی چیزیں اختصار کے خاطر حذف کر دیا ہے۔ (دنیات الاعیان جلد ۳ صفحہ ۵۳۹)

ان کی خوبصورت سیرت

ان کی سیرت و کردار کا کیا کہنا انہوں نے اس قدر اعلیٰ و عمدہ نیک کام کئے ہیں کہ ایسے کام کسی کے نہیں سنے۔ دنیا میں صدقات سے بڑھ کر کوئی شے محبوب ہی نہ تھی۔ ہر روز شہروں کے متعدد مقامات میں محتاجوں کے لئے بھاری مقدار میں غلہ اور روٹی تقسیم کی جاتی۔ اس لئے ہر جگہ صبح کے وقت وہاں کثیر مخلوق جمع ہو جاتی، جب وہ گھر واپس سواری سے اترتے تو اس موقع پر بھی کثیر لوگوں کا ہجوم ہوتا تو ہر ایک کو موسم گرما و سرما کے مطابق کپڑے اور ان کے ساتھ ایک، دو، تین اور کم و بیش سونے کے دینا بھی دیتے تھے۔ معذور اور ناپیدالوگوں کے لئے چار خانقاہیں و مراکز تعمیر کروائیں جو ان سے آباد و بھرے رہتے اور انہیں وہاں ہر روز ضرورت کی اشیاء مہیا ہوتیں، یہ پیر شریف (سوموار) اور جمعرات کو بوقت عصر خود تشریف لے جاتے، ہر ایک کے پاس کمرہ میں جاتے حال پوچھتے اور پوچھتے کسی شے کی ضرورت تو نہیں اسی

طرح پھر دوسرے حتیٰ کہ تمام کے پاس جاتے ان کے ساتھ خوش طبعی اور مزاح کی صورت میں ان کے دلوں کو خوش کرتے۔ بیوگان کے لئے الگ مرکز، یتیمی کے لئے الگ مرکز اور لاوارث بچوں کے کو دودھ پلانے والی خواتین تک کا انتظام تھا۔ ہر ہر مرکز کی ضروریات کو بھرپور کوشش کر کے پورا کیا جاتا۔ بار بار خود بھی ان مراکز کا دورہ کرتے ان کی ضروریات کو پورا کرنے کی یہاں تک کوشش کرتے کہ مقرر فنڈ سے زیادہ ان پر خرچ کرتے، بیماروں کے لئے ہسپتال بنوائے، وہاں جاتے ہر ایک مریض سے مزاج پوچھتے تمہاری رات کیسی گزری؟ تمہاری صحت کیسی ہے؟ کونسی چیز کھانا پسند کرو گے؟

مہمان خانے بنوائے وہاں پر ہر کوئی آسکتا تھا خواہ وہ عالم و فقیہ ہو یا فقیر وغیرہ یعنی وہاں کسی کے داخلہ کی پابندی نہیں تھی، صبح و شام اٹینڈ کرنے والے لوگ موجود ہوتے۔ جب کوئی انسان سفر کا ارادہ کرتا تو اس کے حسب ضرورت سفر خرچ بھی عنایت فرماتے۔ مدرسہ قائم کیا جس میں شوافع و احناف علماء و فقہاء مقرر کئے، وہاں تو اکثر ان کا آنا جانا رہتا ان کا لنگر وہاں تھا۔ رات وہاں بسر کرتے اور سماع و اچھا کلام سنتے۔ جب خوش ہوتے تو اپنی خلعت اتار کر اہل کلام کا بطور انعام دیتے اور انہیں سوائے سماع (اچھا کلام سننے کے) کسی میں لذت نہ تھی، کیونکہ وہ برائی کو پنپنے نہیں دیتے تھے بلکہ ان کے شہر میں برائی داخل ہی نہ ہو پاتی۔ صوفیہ کرام کے لئے دو خانقاہیں بنوائیں اور ان میں کثیر مخلوق اور مسافر مقیم رہتے۔ مختلف اوقاف تھے، جن سے وہاں مخلوق کی ضروریات پورا کیا جاتا واپسی کے لئے بھی خرچ دیا جاتا۔ خود وہاں آتے اور اکثر اوقات محفل سماع کا انعقاد کرتے، ہر سال دو دفعہ ساحل کی طرف اپنے امین نمائندوں کو بھیجتے جو فدیہ لے کر جاتے اور کفار سے مسلمان قیدیوں کو آزاد کرواتے اگر وہ قیدی ان کے پاس آتے تو خود ان کی خدمت کرتے وریہ نمائندے حسب حکم ان کی خدمت کر دیا کرتے اور ہر سال حجاج کے لئے سبیل قائم کرتے اور اس کے ساتھ راستہ کی تمام ضروریات بھیجواتے، ساتھ نمائندے جاتے جو پانچ یا چھ ہزار دینار حریم شریفین کے ضرورت مندوں اور خادین پر خرچ کرتے۔ ان کی مکۃ المکرمہ میں نہایت اعلیٰ خدمات ہیں۔ کچھ ان میں سے ابھی باقی ہیں یہی وہ پہلے حاکم ہیں جنہوں نے وقوف عرفہ کے لئے عرفات میں پانی کا انتظام کیا اور اس میں کثیر رقم خرچ کی۔ جبل عرفات میں پانی کا کارخانہ لگایا کیونکہ حجاج

عدم پانی کی وجہ سے نہایت ہی پریشان ہوتے، انہوں نے اپنے لئے وہاں قبر بھی بنوائی تھی۔ رہا ولادت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے خوشی میں ان کا محفل میلاد سجاد اس کا بیان احاطہ سے باہر ہے۔ کچھ کا تذکرہ کئے دیتے ہیں۔ تمام علاقوں اور شہروں کے لوگ ان کے اس حسن اعتقاد سے آگاہ تھے تو ہر سال اربل کے قریبی شہروں، مثلاً بغداد، موصل، جزیرہ، نصیبین، بلاد عجم اور دیگر علاقوں سے کثیر لوگ فقہاء، علماء، مشائخ، واعظین، خطباء، قراء اور شعراء ان کے ہاں آتے یہ سلسلہ آمد محرم سے ربیع الاول کے شروع تک جاری رہتا۔ ان کے لئے قباب تیار کرواتا، ان کے مختلف طبقات ہوتے اور ان میں سے ایک قبہ خود اس کا بھی ہوتا باقی دیگر اصحاب منصب کے لئے ہوتے، ابتداء صفر المظفر سے ان قباب کو مزین کروایا جاتا پھر ہر طبقہ میں اچھا کلام پڑھنے والے، خاکے اور لطائف بیان کرنے والے اور اصحاب مزاحیہ کی جماعت مہیا کی جاتی ہر قبہ کا کوئی طبقہ اس سے خالی نہ ہوتا۔ ان دنوں عام تعطیل ہوتی لوگ یہاں ہی خوشی و تفریح کے لئے آتے جاتے۔ یہ قباب اس باب قلعہ کے سامنے خانقاہ تک ہوتے جو میدان سے متصل تھی مظفر الدین ہر روز عصر کے بعد یہاں آتے اور ہر قبہ میں ٹھہرتے اور وہاں اچھا کلام سنتے ان کے خیالات و افکار وغیرہ سن دیکھ کر بہت خوش ہوتے، رات خانقاہ میں بسر کرتے اور محفل سماع سجاتے۔ تاریخ میلاد میں اختلاف کی وجہ سے کسی سال وہ آٹھ ربیع الاول اور کسی سال بارہ ربیع الاول کو محفل منعقد کیا کرتے۔ شب میلاد سے دو دن پہلے وہ ان گنت اونٹ، بکریاں اور گائے ڈھول باجوں کے ساتھ لے کر میدان میں آتے وہاں انہیں ذبح کیا جاتا اور پھر انہیں مختلف انداز میں پکایا جاتا۔ شب میلاد قلعہ میں نماز مغرب کے بعد بزم سماع سجتی۔ پھر وہاں سے اترتے تو ان کے آگے کثیر شمعیں روشن ہوتیں، ان میں سے دو یا چار، مجھے شک ہے، شمعیں نچروں کے پشت پر بند ہوتیں جنہیں ایک آدمی سہارا دے رہا ہوتا اور وہ نچروں کے پشت پر بند بھی ہوتی حتیٰ کہ خانقاہ تک پہنچتے، جب صبح میلاد آتی تو قلعہ سے تمام خلعتیں اور سامان جماعت صوفیہ کے ہاتھوں یوں منتقل ہوتا کہ ہر شخص کے ہاتھ میں تھیلا ہوتا اور تمام لائن میں ہوتے۔ اس قدر چیزیں وہاں سے لاتے کہ میں انہیں شمار نہیں کر سکتا۔ پھر خانقاہ میں بادشاہ تشریف فرما ہوتے وہاں بڑے بڑے علماء، مشائخ، رؤسا اور ایک گروہ سفید لباس میں ہوتے۔ وعظ و نصیحت کرنے

والے علماء کے لئے کرسی رکھی جاتی، مظفر الدین کے لئے ایک لکڑی کایوں برج بنایا جاتا کہ اس میں لوگوں اور کرسی کے طرف کھڑکیاں ہوتیں۔ اسی برج میں ایک کھڑکی میدان کی طرف بھی ہوا کرتی، وہ میدان بہت بڑا اور نہایت ہی وسیع تھا۔ اس میں لشکر بھی جمع ہوتے اور اس دن وہ بھی سلامی دیتے، بادشاہ کبھی لشکر کی پریڈ کی طرف، کبھی لوگوں اور واعظین کی طرف متوجہ ہوتے۔ لشکر کی سلامی ختم ہونے تک یہی سلسلہ جاری رہتا اس کے بعد میدان میں فقراء اور محتاجوں کے لئے دسترخوان لگایا جاتا اور اس پر ان گنت کھایا اور روٹی ہوتی جس کا بیان ممکن نہیں پھر دوسرا دسترخوان خانقاہ میں ان لوگوں کے لئے بچھتا جو کرسی کے پاس جمع ہوتے۔ بادشاہ سلامی لشکر اور وعظ کے دوران ایک ایک بڑے عالم اور وفود کو اپنے پاس بلاتا جو اس موقع پر وہاں آئے ہوتے کیونکہ فقہاء، واعظین، قراء، شعرا اس مجلس میں ہر طرف سے آیا کرتے تھے انہیں بلا کر ہر ایک کو خلعت دیتا اور وہ اپنی جگہ واپس چلا جاتا۔ جب تمام کو خلعتیں و انعام دینا مکمل ہو جاتا تو یہ دسترخوان پہ آتے اور کھانا کھاتے اور پیک شدہ کھانا اپنے گھر لے جاتے اور یہ سلسلہ عصر اور بعد از عصر تک جاری رہتا پھر رات وہاں ہی بسر کرتے اور صبح تک بزم سجتی۔ ہر سال ان کا یہی معمول تھا۔ میں نے صورت حال کا یہ خلاصہ کر دیا کیونکہ تمام کا احاطہ طویل ہے۔ جب یہ محافل اختتام پذیر ہوتیں ہر آدمی اپنے اپنے شہر واپسی کا ارادہ کرتا تو ہر شخص کو خرچہ عطا کرتے۔ (ایضاً)

آپ کی یہ بات بھی بہت مشہور تھی کہ سلطان مظفر الدین جب کوئی پسندیدہ چیز تناول فرماتے تو فقط اپنے لئے مخصوص نہ کرتے تھے بلکہ جب کوئی چیز مثلاً دہی اچھا کھانے لگا تو لقمہ کھانے کے بعد ملازمین سے فرماتے اسے فلاں شیخ یا فلاں کو دو جو نیکی و تقویٰ میں لوگوں کے ہاں معروف ہوتے اور اسی طرح کا معاملہ پھل، مٹھائی، اور دیگر کھانوں میں کرتے۔ (محفل میلاد اور شاہ اربل صفحہ ۴۶)

آپ کی ولادت قلعہ موصل ۲۷ محرم الحرام ۵۴۹ ہجری منگل کی رات میں ہوئی اور وفات ۱۴ رمضان المبارک بروز جمعرات ۶۳۰ ہجری میں ہوئی۔ قلعہ اربل میں دفن کیا گیا۔ کچھ دن کے بعد ان کی وصیت کے مطابق مکہ شریف کی طرف لے جایا گیا۔ ان کے لئے پہاڑ کے دامن میں دفن کے لئے قبہ بنایا گیا تھا اس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے، جب حاجی ۶۳۱ ہجری میں حجاز کی طرف روانہ ہوئے تو انہوں نے ساتھ

اٹھالیا تو اتفاق اس سال حجاج مقام لینے سے واپس آ گئے اور وہ مکہ مکرمہ نہ پہنچ پائے لہذا انہیں واپس لا کر کوفہ میں مشہد کے قریب دفن کر دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ ان پر رحمت نزول فرمائے اور انہیں بہتر جزا دے، ان کی خدمات و نیکیوں کو قبول فرمائے اور ان کا ٹھکانہ خوبصورت ہو۔ آمین

آپ کے مفصل حالات کے لیے درج ذیل کتابوں کا مطالعہ کریں۔

صالحی۔ سبل الہدیٰ والرشاد فی سیرۃ خیر العباد صلی اللہ علیہ وسلم جلد ۱ صفحہ ۳۶۲-۳۶۳،
نہمانی۔ حجة اللہ علی العالمین فی معجزات سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم صفحہ ۲۳۶،
دقیات الاعیان صفحہ ۵۳۶-۵۴۰، البدایہ والنہایہ جلد ۱۳ صفحہ ۱۴۷، العبر فی خبر من غیر
جلد ۲ صفحہ ۲۲۳، تاریخ الاسلام صفحہ ۴۰۲-۴۰۵، سیر اعلیٰ والنبلاء جلد ۱۶ صفحہ ۲۵۷، آثار
البلاد واخبار العباد صفحہ ۲۹۰، شذرت الذهب جلد ۵ صفحہ ۱۴۰، البراہین الجلیہ صفحہ ۹۲،
الفتح القسی فی الفتح القدسی صفحہ ۵۱، مرآة الزمان صفحہ ۳۹۲-۳۹۳۔ کتاب الروضتین
صفحہ جلد ۳-۹۱۹۱، العسجد السبوک والجواهر المحکوک جلد ۱ صفحہ ۴۹۲، التکملة لوفیات
النقلہ جلد ۳ صفحہ ۳۵۳، دول الاسلام صفحہ ۳۴۱، الباعث صفحہ ۳۶ وغیرہ

حسن سلوک

حضرت سلطان صلاح الدین ایوبی علیہ الرحمہ نے لڑائیوں میں عیسائیوں کے ساتھ اتنا اچھا سلوک کیا کہ عیسائی آج بھی اس کی عزت کرتے ہیں۔ ایک دفعہ جنگ کے دوران ایک عیسائی عورت اپنے لشکر سے نکل کر روتی پیٹتی مسلمانوں کے لشکر کی طرف آگئی۔ مسلمان سپاہیوں نے اسے پکڑ کر حضرت سلطان صلاح الدین ایوبی رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے پیش کیا۔ حضرت سلطان علیہ الرحمہ نے اس سے بڑی شفقت سے پیش آئے اور رونے کی وجہ دریافت کی۔ اس پر وہ عورت بولی کہ "رات میرے بچے کو کوئی پکڑ کر لے گیا ہے۔ جب میں اپنے بادشاہ کے پاس گئی تو اس نے مجھے مشورہ دیا کہ تم مسلمانوں کے بادشاہ کے پاس جاؤ۔ وہ بہت رحمدل اور خدا ترس انسان ہے وہ ضرور تمہاری مدد کرے گا۔ خدا کے واسطے میری مدد کرو۔ میں تمہارے پاس فریاد لے کر آئی ہوں۔"

اس عورت کی آہ و بکا دیکھی نہیں جا رہی تھی۔ اس کی حالت دیکھ کر خود حضرت سلطان صلاح الدین ایوبی رحمۃ اللہ علیہ بھی آبدیدہ ہو گئے اور اپنے سپاہیوں کو حکم دیا کہ چاروں طرف پھیل جاؤ اور اس عورت کا بچہ تلاش کرو۔

پھر تاریخ نے یہ منظر بھی دیکھا کہ خود سلطان علیہ الرحمہ نے اپنے ہاتھوں سے اس بچے کو اس عورت کے حوالے کیا اور اس کو زادِ راہ دے کر عزت و احترام کے ساتھ رخصت کرنے کا حکم صادر فرمایا۔ وہ عورت شدت جذبات سے رونے لگی اور دیکھنے والوں نے یہ بھی دیکھا کہ خود مسلمانوں کا سلطان بھی اس کے ساتھ آبدیدہ تھا۔ یہ حضرت سلطان صلاح الدین ایوبی رحمۃ اللہ علیہ کی غیر معمولی رحم دلی، شفقت اور ان کے وجود میں روحانیت کی واضح دلیل ہے۔ یہ ان کی انسان دوستی کی ایسی مثال ہے کہ جس کی بدولت ان کے بدترین دشمن بھی مجبور ہیں کہ ان کی شان میں آج تک تعریفی کلمات ادا کرتے ہیں۔

ایک جنگ کے دوران رچرڈ بادشاہ کا گھوڑا مارا گیا۔ حضرت سلطان صلاح الدین ایوبی رحمۃ اللہ علیہ کی غیرت نے اس بات کو گورا نہیں کیا کہ وہ اپنی فوج کی قیادت گھوڑے میں بیٹھ کر کریں اور ان کا دشمن بادشاہ زمین پر پیدل کھڑا ہو۔ حضرت سلطان علیہ الرحمہ نے جنگ رکوائی اور اپنا بہترین گھوڑا رچرڈ کو دیا اور اسے کہا کہ اس پر سوار ہو کر اپنی فوجوں کی قیادت کرو، لیکن میں ایسے دشمن کو نہیں مارتا کہ میں گھوڑے پر ہوں اور وہ پیدل۔

ابن شداد لکھتے ہیں کہ ایک موقع پر بادشاہ رچرڈ بیمار ہو گیا اور اس کے علاج کا کوئی راستہ نہیں مل رہا تھا تو سلطان نے اپنا خاص طبیب بھیجا کہ جس نے عیسائی لشکر میں جا کر رچرڈ کا علاج کیا اور اس کے ساتھ تحفے اور پھل بھی بھیجوائے تاکہ وہ جلد صحتیاب ہو کر سلطان کے مقابلے آ سکے۔ انسانی تاریخ نے اتنے اعلیٰ کردار کا جرنیل اس سے پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ تمام تر تعصب کے باوجود خود عیسائی مورخ مجبور ہیں کہ حضرت سلطان صلاح الدین ایوبی رحمۃ اللہ علیہ کی شان میں قصیدے لکھیں۔

اسی طرح مسیحیوں سے صلح ہو جانے کے بعد صلاح الدین ایوبی علیہ الرحمہ نے عیسائیوں کو بیت المقدس کی زیارت کی اجازت دے دی۔ اجازت ملنے پر یورپ کے زائرین جو برسوں سے انتظار کر رہے

تھے اس کثرت سے ٹوٹ پڑے کہ شاہر چرڈ کے لئے انتظام قائم رکھنا مشکل ہو گیا اور اس نے سلطان سے کہا کہ وہ اس کی تحریر اور اجازت نامے کے بغیر کسی یہودی یا عیسائیوں کو بیت المقدس میں داخل نہ ہونے دیں گے۔ سلطان نے جواب دیا ”زائرین بڑی بڑی مسافرتیں طے کر کے زیارت کے شوق میں آتے ہیں ان کو روکنا مناسب نہیں۔“ سلطان نے نہ صرف یہ کہ ان زائرین کو ہر قسم کی آزادی دی بلکہ اپنی جانب سے لاکھوں زائرین کی مدارات، راحت، آسائش اور دعوت کا انتظام کیا۔

صلاح الدین ایوبی علیہ الرحمہ کا غیر مسلموں سے سلوک عین اسلامی تعلیمات کے مطابق تھا اور یہ اس کا ثبوت ہے کہ اسلامی حکومت میں غنیر مسلموں کے حقوق بھی اسی طرح محفوظ ہوئے ہیں جس طرح مسلمانوں کے۔

اسی طرح سلطان صلاح الدین ایوبی علیہ الرحمہ نے جب ملک شام فتح کیا تو ان کے وزراء نے نئے مفتوحہ ملک کا جائزہ لینے کے بعد سلطان کی خدمت میں عرض کیا کہ یہ نصرانیوں کا ملک ہے، یہاں کے لوگ نہایت ہی سرکش مزاج اور سخت جان واقع ہوئے ہیں اس لئے ہمارا آپ کو مخلصانہ مشورہ ہے کہ ان کے لئے سخت گیری کی ضرورت ہے، چونکہ اسلام کے سیاسی اصول بہت نرم ہیں، لہذا آپ کو مشورہ ہے کہ احکام اسلام کے علاوہ بھی اگر کچھ اور قوانین نافذ کر دیئے جائیں تو یہاں کے لوگوں پر قابو رکھنے میں آسانی ہوگی، حکومت کو استحکام حاصل ہو گا اور وہ تمام قوتیں جو نظام حکومت کو کمزور کرنے والی ہیں، کچلی جاسکیں گی۔

ان وزراء کی باتیں سن کر سلطان صلاح الدین ایوبی کا چہرہ متغیر ہو گیا، فرمایا: ”تمہارا کیا خیال ہے کہ میں نے یہ جو ملک فتح کیا ہے اس لئے فتح کیا ہے کہ اپنی حکومت اور سلطنت قائم کروں اور لوگوں کی گردنوں پر اپنی غلامی کو جو رکھوں؟ تم میری بات کان کھول کر سن لو کہ ایسا ہرگز نہیں ہے، بلکہ میں نے محض اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو خوش کرنے کے لئے اور اس رضا کی خاطر یہ ساری کوششیں کی ہیں۔ میں تو صرف اللہ کا بندہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نوکر ہوں میں اپنا حکم ہرگز نہیں نافذ کروں گا۔ یہ ملک رہے یا جائے مجھے اس کی کوئی پرواہ نہیں ہے۔ تم اچھی طرح ذہن نشین کر لو کہ میں کوئی بھی کام

حکم قرآن اور سنت رسول ﷺ کے خلاف صادر نہیں کر سکتا اور قرآن و سنت کی مخالفت میں کوئی بھی کوشش ہرگز کامیاب نہیں ہونے دوں گا کیونکہ قرآن اللہ جل جلالہ کا فرمان اور سنت رسول اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کی امانت ہے، انسانیت کی فلاح مومن ہو یا کافر انہی دونوں پر عمل کرنے میں ہے۔"

سلطان نے قاضیوں اور مفتیوں کا تقرر کیا، ہر مذہب کے ماننے والوں کو مکمل آزادی دی، مملکت کے ہر فرد کو تحفظ کا احساس ملا، جس طرح مسجدیں محفوظ تھیں، دیگر مذاہب کے عبادت خانے بھی محفوظ تھے۔ ہر مذہب کا ماننے والا یہ محسوس کرتا تھا کہ وہ قرآن اور شریعت اسلامیہ کے سائے میں زندگی بسر کر رہا ہے۔ جس نے اعلان کر رکھا تھا کہ لَا اِكْرَاهَ فِي الدِّينِ دین میں کوئی زبردستی نہیں ہے۔ کچھ عرصہ بعد شام میں عظیم انقلاب آیا دیکھتے ہی دیکھتے شام جو نصرانی اکثریت کا ملک تھا یہ تلوار کے زور پر نہیں بلکہ قرآن و سنت اور حضرت سلطان کی حسن و سلوک کی برکت سے مسلم اکثریت کا ملک بن گیا۔

جذبہ جہاد

آپ کو جہاد فی سبیل اللہ کا اتنا شوق تھا کہ ایک مرتبہ اس کے نچلے دھڑ میں پھوڑے ہو گئے ان کی وجہ سے وہ بیٹھ کر کھانا نہیں کھا سکتے تھے لیکن اس حالت میں بھی جہاد کی سرگرمی میں فرق نہ آیا۔ صبح سے ظہر تک اور عصر سے مغرب تک برابر گھوڑے کی پیٹھ پر رہتے۔ آپ کو خود تعجب ہوتا تھا اور کہا کرتے تھے کہ جب تک گھوڑے کی پیٹھ پر رہتا ہوں ساری تکلیف جاتی رہتی ہے اور اس سے اترنے پر پھر تکلیف شروع ہو جاتی ہے۔

سوانح نگار بہاء الدین کے مطابق ”اللہ کی راہ میں جہاد کا جذبہ اسکے دل و دماغ پر ہر وقت چھایا رہتا۔ یہی ذکر اسکی زبان پر ہوتا۔ کوئی چیز اگر اسکے خیالات اور سوچ بچار کا مرکز تھی تو وہ جنگی ہتھیار تھے۔ وہ لوگوں کو جہاد میں حصہ لینے کی نصیحت کرتا۔“

ولی اللہ کی بشارت

آپ کو علماء، فقراء، درویش اور مشائخ عظام سے بے حد محبت تھی اور انکے دعائیں لئے بغیر کوئی بھی کام نہ کرتے تھے اور ہر کام کی شروعات بعد نماز جمعہ کیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ جب صلاح الدین ایوبی صلیبی جنگوں میں مصروف تھے تو دشمنوں کی تعداد بہت زیادہ تھی اور مسلمانوں کی تعداد بہت تھوڑی تھی۔ ایک دفعہ انھیں اطلاع ملی کہ دشمن کا بحری بیڑہ آرہا ہے۔ اس پر صلاح الدین ایوبی کو بڑی ہوئی کہ مسلمانوں کی تعداد پہلے ہی تھوڑی ہے اور اوپر سے دشمن کا بحری بیڑہ آرہا ہے۔ تو یہ تو مسلمانوں پر ایک مشکل وقت آگیا ہے۔ چنانچہ وہ بیت المقدس پہنچے اور ساری رات رکوع و سجود میں گزار دی۔ اللہ کے حضور رونے اور دعائیں مانگنے میں گزار دی۔ صبح کی نماز پڑھ کی جب باہر نکلے تو دیکھتے ہیں کہ ایک اللہ والے کھڑے ہیں۔ جن کا چہرہ بتا رہا تھا کہ اللہ نے انھیں کوئی روحانی طاقت بخشی ہے۔ صلاح الدین ایوبی قریب ہوئے کہ ان سے دعا کروا تا ہوں۔ چنانچہ سلام کیا۔ عرض کیا کہ حضرت دعا فرمائیے۔ دشمن کا بحری بیڑہ آرہا ہے۔ انھوں نے صلاح الدین ایوبی کے چہرے کو دیکھا۔ ان کو بھی اللہ نے کوئی بصیرت دی ہوئی تھی۔ پہچان گئے، فرمانے لگے، صلاح الدین ایوبی تیرے رات کے آنسوؤں نے دشمن کے بحری بیڑہ کو ڈبو دیا ہے اور واقعی تین دن کے بعد اطلاع ملی کہ دشمن کا بحری بیڑہ راستہ میں غرق ہو چکا ہے۔

کارنامے

صلاح الدین اپنے کارناموں میں نور الدین پر بھی بازی لے گئے۔ اس میں جہاد کا جذبہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا اور بیت المقدس کی فتح اس کی سب سے بڑی خواہش تھی۔ مصر کے بعد صلاح الدین نے ۱۱۸۲ء تک شام، موصل، حلب وغیرہ فتح کر کے اپنی سلطنت میں شامل کر لئے۔ اس دوران صلیبی سردار ریچی نالڈ کے ساتھ چار سالہ معاہدہ صلح ہو چکا تھا جس کی رو سے دونوں ایک دوسرے کی مدد کرنے کے پابند تھے لیکن یہ معاہدہ محض کاغذی اور رسمی تھا۔ صلیبی بدستور اپنی اشتعال انگیزیوں میں مصروف تھے اور مسلمانوں کے قافلوں کو برابر لوٹ رہے۔

سلطان صلاح الدین اور عیسائیوں کے کردار کا موازنہ

سلطان نے کبھی کسی معاہدہ کے خلاف نہیں کیا۔ اس کے برعکس متواتر خلاف ورزیاں کرتے رہتے چنانچہ اس معاہدہ صلح کی خلاف ورزی کرتے ہوئے والی کرک ریجی نالڈ نے مکہ معظمہ اور مدینۃ المنورہ ﷺ پر چڑھائی کا ارادہ کیا اور روضہ رسول اللہ ﷺ کے بارت میں اپنے مذموم عزائم کی تکمیل کے لئے فوجیں ساحل حجاز پر اتار دیں۔

جب یہ خبر سلطان صلاح الدین ایوبی علیہ الرحمہ کو ملی یہ سنتے ہی آپ سکتہ طاری ہو گیا۔ سلطان فوراً دمشق سے مصر کے طرف روانہ ہوئے اور بحری بیڑے کے سربراہ لولو کو طلب کیا اور مختصر طور پر والی کرک کے شیطانی عزائم کا ذکر کرتے ہوئے کہا میں نے اپنے تمام دشمنوں کو بھی معاف کیا جو میرے خون کے پیاسے رہے ہیں لیکن ریجی نالڈ کو اپنے ہاتھوں قتل کرنا میرا فرض عین ہے تم اس بات سے میری نفرتوں کا اندازہ لگا سکتے ہو۔ اس فتنہ کو روکو چاہے اس مزاحمت میں پورا سمندر انسانی خون سے سرخ ہو جائے بس میری زندگی میں اس کے ناپاک قدم مقامات مقدسہ تک نہ پہنچنے پائیں ورنہ بروز حشر ہم سب کے لئے شرمندگی کے سوا کچھ نہیں ہو گا۔

امیر البحر لولو نے جب خبیث ریجی نالڈ کا منصوبہ سنا تو چہرے سے نفرت و غضب کے رنگ ابھر آیا۔ شیروں کی طرح دھاڑتے ہوئے کہا کہ اگر حق تعالیٰ کی تائید و نصرت ہمارے ساتھ رہی تو سلطان محترم بہت جلد سمندر کی تاریخ بدلتے دیکھیں گے۔

سلطان نے ساحل سمندر پر امیر البحر لولو کو رخصت کیا۔

پھر شیطانوں کی یہ جماعت سلطان صلاح الدین ایوبی کی جانثاروں کے تلواروں کی زد میں آگئی تو پھر انہوں نے دشمنوں سے کوئی رعایت نہیں برتی۔ ریجی نالڈ کی تمام فوج ذلت کی موت ماری گئی لیکن ریجی نالڈ فرار ہونے میں کامیاب ہو گیا۔

ریجی نالڈ کی سفاکی و بربریت کا اندازہ آپ اس کے قول سے لگا سکتے ہیں جو وہ اکثر رقص و سرور کی محفلوں میں کہا کرتا تھا:

بے شک اس رقصہ کار قص بہت دلکش ہے مگر میرے نزدیک دنیا کا سب سے زیادہ دلکش رقص وہ ہے جب ایک زخمی مسلمان زمین پر گر کر تڑپتا ہے۔

مجھے شراب پینے سے بھی زیادہ لذت اس وقت حاصل ہوتی ہے جب میں مسلمان کو اپنے ہاتھوں سے قتل کرتا ہوں۔ یہی میرا مقدس ترین فریضہ ہے اور یہی میری نجات کا راستہ۔

گستاخ رسول کی سزا

اپنی اسی بہیمانہ فطرت سے مجبور ہو کر یہی شیطان نما انسان ایک مرتبہ مسلمانوں کے حاجیوں کے قافلے پر حملہ کر دیا۔ اتفاق سے اسی قافلے کے ساتھ سلطان صلاح الدین ایوبی علیہ الرحمہ کی بیٹی مونہہ خاتون بھی تھیں۔ ریجی نالڈ نہ صرف لوٹ مار کرتا رہا بلکہ بے دریغ نوجوان حاجیوں کو بے دریغ قتل بھی کرتے رہے اور جس کو قتل کرتے اس یہ کہتا کہ بلاؤ اپنے پیغمبر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو کہ آکر تمہیں بچائیں۔ تمہارا ایمان تو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر ہے انہی کو پکارو وہی تمہیں بچائیں گے۔

حجاج کرام سلطان صلاح الدین ایوبی علیہ الرحمہ کی دہائی دیتے ہوئے شہید ہوتے رہے۔ کچھ افراد فرار ہونے میں کامیاب ہو گئے اور باقی لوگوں کو اور عورتوں کو پکڑ کر زہن کرک کے قلعے میں لے گئے۔ فرار ہونے والے حاجی سیدھے موصل پہنچے جہاں ان دنوں سلطان صلاح الدین ایوبی علیہ الرحمہ شدید علیل حالت میں ٹھہرے ہوئے

تھے۔ حاجیوں کی زبانی یہ سن کر ریجی نالڈ حاجیوں کو قتل کرتے وقت کہہ رہا تھا کہ بلاؤ اپنے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کو آکر تمہیں بچائے.....

سلطان ایوبی شدید علیل ہونے کے باوجود غم و غصہ سے سرخ ہو گئے اور مدینہ منورہ کی جانب رخ کر کے عرض کیا کہ "یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے ہمت دیں کہ میں آپ کے گستاخ کو اپنے ہاتھ سے سزا دوں، بادشاہ بادشاہ کو نہیں مارتا لیکن میں ریجی نالڈ کو اپنے ہاتھ سے اصل جہنم کروں گا۔"

اور پھر تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ سلطان کی عرض بارگاہ رسالت ﷺ میں منظور ہوئی اور سلطان دیکھتے ہی دیکھتے صحتیاب ہو گئے۔ جنگ حطین کے بعد ریجی نالڈ کو بھی بادشاہ جیفری کے ساتھ گرفتار کر کے سلطان صلاح الدین ایوبی کے سامنے پیش کیا گیا۔ سلطان ایوبی نے برف سے سرد کیا ہوا پانی منگوایا اور بادشاہ جیفری کو پیش کیا۔ جیفری نے پانی کر وہ پیالہ ریجی نالڈ کے طرف بڑھا دیا۔ یہ دیکھ کر سلطان صلاح الدین ایوبی علیہ الرحمہ جلال سے سرخ ہو گئے اور جیفری سے کہا کہ "اس کو یہ پانی تم نے پلایا ہے میں نے نہیں۔"

عربوں کی روایات میں یہ بات شامل ہے کہ اگر دشمن بھی ان کے ہاں کھاپی لیتا ہے تو پھر اس کی جان بخشی کر دیتے ہیں جبکہ سلطان یہ فیصلہ کر چکے تھے کہ ریجی نالڈ کو جان بخشی نہیں کی جائے گی۔ آپ نے ریجی نالڈ کو قریب بلایا اور اس کو وہ گستاخانہ الفاظ یاد دلائے جو اس نے قافلہ لوٹنے کے دوران ایک مسلمان کو کہے تھے۔ بڑے جلال میں ریجی نالڈ سے فرماتے ہیں کہ "میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی آبرو کی حفاظت کے لئے موجود ہوں۔"

سلطان صلاح الدین ایوبی نے اس کو ایک اور موقع دیا اور اسلام قبول کرنے کی پیشکش کی۔ جب اس نے پھر انکار کیا تب آپ نے اپنی تلوار سے اس کی گردن اڑادی۔ یہ سب دیکھ کر بادشاہ جیفری پر وہشت طاری ہو گئی۔ سلطان نے اس کو تسلی دی اور کہا کہ بادشاہ بادشاہوں کے ساتھ اس طرح کا سلوک نہیں کرتے، لیکن ریجی نالڈ نے گستاخی کی وہ حد پار کر دی تھی کہ مجھے اس کا سراپنے ہاتھوں سے قلم کرنا پڑا۔ (سلطان نور الدین زنگی اور سلطان صلاح الدین ایوبی صفحہ)

صلاح الدین کا عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم

ایک دفعہ حاکم مدینہ نے سلطان صلاح الدین ایوبی کو ایک تحفہ بھیجا۔ لانے والے نے کہا کہ حاکم مدینہ نے آپ کے لئے ایک ایسا خاص تحفہ بھیجا ہے جو آج تک شاید آپ کو کسی نے نہ دیا ہو۔ سلطان نے

جب اس تحفے کے لحاف کو کھولا تو اس میں کھجور کے پتوں کا بنا ہوا ایک پنکھا تھا۔ سلطان نے لانے والے سے پوچھا کہ اس میں کیا خاص بات ہے؟

جو تم لوگ اتنی دور سے میرے لئے یہ پنکھا لے کر آئے ہو۔

تحفہ لانے والوں نے کہا کہ حضور اتنی جلدی نہ کیجئے۔ ذرا اس کے دوسری طرف کی عبارت پڑھ لیجئے۔ سلطان نے پنکھے کو جب دوسری طرف الٹا تو اس پر لکھا تھا۔ کہ "یہ پنکھا حاکم مدینہ کی طرف سے سلطان کے لئے ایک خاص تحفہ ہے جو کہ اس کھجور کے پتوں سے بنایا گیا ہے جو بالکل نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ انور کے ساتھ متصل ہے۔"

سلطان نے جب یہ پڑھا تو اس کی آنکھوں میں آنسو جاری ہو گئے۔ اور پنکھے کو چوم کر اپنے سر پر رکھا اور درود شریف پڑھ کر کہنے لگا۔ کہ واقعی اس سے پہلے آج تک کسی نے مجھے ایسا تحفہ نہیں دیا۔

فتح بیت المقدس

حطین کی فتح کے بعد صلاح الدین نے بیت المقدس کی طرف رخ کیا ایک ہفتہ تک خونریز جنگ کے بعد عیسائیوں نے ہتھیار ڈال دیے اور رحم کی درخواست کی۔ بیت المقدس پورے ۹۰ سال بعد دوبارہ مسلمانوں کے قبضہ میں آیا اور تمام فلسطین سے مسیحی حکومت کا خاتمہ ہو گیا۔ بیت المقدس کی فتح صلاح الدین ایوبی کا عظیم الشان کارنامہ تھا۔

یاد رہے کہ جب صلیبی فوج نے بیت المقدس شریف مسلمانوں سے چھینا تھا تو اس موقع پر بیت المقدس شریف میں تقریباً ایک لاکھ مسلمانوں کو ذبح کیا گیا تھا۔ تمام بڑے بڑے مغربی مورخ کہ جنہوں نے صلیبی جنگوں کی تاریخ ہے خود شرمندگی سے اپنی کتابوں میں لکھتے ہیں کہ تاریخ انسانی میں اس سے زیادہ درندگی، دہشت گردی، قتل عام و خونریزی اس سے پہلے کبھی نہیں دیکھی گئی کہ جیسی اس جنونی صلیبی فوج نے بیت المقدس میں بے گناہ اور نہتے مسلمانوں کے ساتھ روار کھی۔ مسجد عمر میں مسلمانوں کا خون گھوڑوں کے گھٹنے تک پہنچ آیا۔ بیت المقدس کے اندر مسجد اقصیٰ کے صحن میں ستر ہزار مسلمان

ذبح کئے گئے جن میں علماء، مشائخ، زہاد، مہاجرین اور رؤسائے تھے۔ چالیس قندیلیں کلاں نقرئی (ہر ایک کا وزن تین ہزار چھ سو درہم مطابق وزن رائج الوقت بیس بیس سیر کا تھا) ایک سو پچاس قندیلیں خورد نقرئی، ایک تنور نقرئی وزنی چالیس رطل شامی (مطابق وزن رائج الوقت ایک من) اور ان کے علاوہ بہت سامان و اسباب جو کہ حدود شمار تھا لوٹ لیا۔ (تاریخ ابن خلدون حصہ ہفتم صفحہ ۵۷)

اس کے علاوہ تاریخ کی اور کتابوں میں ایسے اور بھی سینکڑوں واقعات موجود ہیں کہ جن کو بیان کرتے انسانی روح کانپ جاتی ہیں۔ ایک یورپی مؤرخ خود بھی اس کو بیان کرتے ہوئے شرمندہ ہو جاتے ہیں کہ صرف ایک ہفتے میں ایک لاکھ مسلمان بیت المقدس میں ذبح کئے گئے۔ مسجد اقصیٰ میں دس ہزار مسلمانوں کو ٹکڑے ٹکڑے کیا گیا۔ جب یورپی بادشاہ کو فتح کی اطلاع دی گئی تو خط میں یہ تحریر کیا گیا کہ مسلمانوں کا خون ہمارے گھوڑوں کے گھٹنوں تک آپہنچا ہے۔ مسجد عمر کہ جہاں امیر المؤمنین نے بیت المقدس فتح کرنے کے بعد پہلی نماز ادا کی تھی، میں مسلمانوں کے لاشوں کے ٹکڑوں اور جمے ہوئے خون کی وجہ سے طویل عرصے تک داخل نہ ہو سکا۔ مسلمان بچوں کو ٹانگوں سے پکڑ کر دیواروں پر اور صلیبوں پر پٹھا جاتا۔ عورتوں، بچوں اور بوڑھوں کو بڑی بڑی عمارتوں کے برجوں سے نیچے گرایا جاتا یا آگ میں زندہ جلایا جاتا حاملہ عورتوں کے پیٹ چاک کئے گئے، علماء کرام اور مشائخ عظام کو تیل چھڑک کر جلادیا گیا۔ دنیا کا کوئی ایسا ظلم نہیں تھا کہ جو ان صلیبوں نے عیسائیت کے نام پر مسلمانوں سے روا نہ رکھا ہو۔ مسلمانوں کے گروہوں کو کمروں میں بند کر کے آگ لگا دی جاتی۔ یعنی ظلم اور جبر بھی یہاں ایک چھوٹا لفظ ہے، یہ درندگی کا وہ شیطانی کھیل تھا کہ جو پوپ کے حکم اور اجازت سے برپا کیا جا رہا تھا۔

حضرت شیخ سعدی شیرازی علیہ الرحمہ نے اس واقعہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ ہمارے لوگ صلیبی راستوں میں اور مکانوں کی چھتوں پر دوڑ رہے تھے اور اس شیرنی کی طرح جس کے بچے چھین لے گئے ہوں اور صلیبی قتل عام کے مزے لے رہے تھے کسی متنفس کو بھی نہ چھوڑے، جلد فراغت حاصل کرنے کی غرض سے ایک ہی رسی میں کئی کئی آدمیوں کو لٹکا دیتے تھے۔

ایک عینی شاہد ریمانڈ واٹیل پوئی کے تیس بیان کرتا ہے کہ "بیت المقدس کے راستوں اور ہر جگہ پر سروں ہاتھوں اور رانوں کے انبار لگے ہوئے تھے اور لاشوں پر سے چلنا پڑتا تھا، ہیکل سلیمانی، مسجد عمر میں اس قدر خون بھرا تھا کہ اس کے صحن میں لاشیں تیرتی پھرتی تھیں، کسی کا ہاتھ کسی کا پیر بے جوڑ اس طرح سے ایک دوسرے سے ملے ہوئے تھے کہ انہیں پہچاننا مشکل تھا۔ صلیبوں نے اس قتل عام کو ناکافی سمجھ کر ایک محفل منعقد کی جس میں قرار پایا کہ کل تمام باشندان بیت المقدس کو تہ تیغ کر دیا جائے، یہ قتل عام کا بازار باوجود حامیان دین عیسوی کی مستعدی کے آٹھ روز تک گرم رہا، عورتیں بچے، بوڑھے سب مارے گئے، کوئی متنفس زندہ نہ رہا۔

اب نوے سال کے بعد بیت المقدس حضرت سلطان علیہ الرحمہ نے حاصل کر لی اور سلطان نے قسم کھا رکھی تھی کہ صلیبیوں کے ساتھ وہی سلوک کیا جائے گا جو انہوں نے مسلمانوں کے ساتھ نوے سے قبل کیا تھا۔ اس مجاہد کا ایک جلالی فیصلہ تھا لیکن جلد ہی انہوں نے اپنے جلال پر قابو پالیا اور جب صلیبیوں نے ان سے امن معاہدے کی درخواست کی تو حضرت سلطان علیہ الرحمہ نے بھی فتح مکہ کی سنت پر عمل کرتے ہوئے عام معافی کا اعلان کر دیا، اس سے پہلے صلیبیوں کے دماغ میں یہ خناس بھی موجود تھا کہ بیت المقدس کو مسلمانوں کے حوالے کرنے سے پہلے مسجد اقصیٰ کو شہید کر دیا جائے اور گنبد صخرہ کو بھی تباہ کر دیا جائے، سلطان نے انہیں تنبیہ کی کہ ایسا نہ کرنا ورنہ تمہارے ساتھ برا سلوک کیا جائے گا۔ اس کے بعد اتنی آسان شرائط کے پر ان صلیبیوں کے ساتھ معاہدہ کیا گیا کہ آج کی متعصب مغربی دنیا بھی اس بات پر مجبور ہے کہ وہ سلطان کے کردار کی تعریف کرے۔

اب ذرا معاہدہ امن کی شرائط بھی دیکھ لیجئے۔ یہ شرائط اس قدر ناقابل یقین ہیں کہ تاریخ انسانی میں اس کی مثال صرف مسلمان ہی دے سکتے ہیں۔

➤ بیت المقدس کے تمام صلیبی اور عیسائی قیدیوں کو امان دے دی گئی۔ حتیٰ کہ ٹمپلز اور پاسپٹلز

نائٹس کو بھی اجازت دے دی گئی کہ وہ اپنی تمام تر دولت لیکر یہاں سے نکل جائیں۔

➤ چرچ اور پادریوں کو اجازت تھی کہ چرچ کی تمام دولت اپنے ساتھ لے جاسکیں۔

ہر مرد اور عورت کو صرف ایک معمولی سافدیہ ادا کر کے رہائی کی اجازت دے دی گئی بلکہ ان تمام خاندانوں کو بھی حفاظت کے ساتھ سمندر تک کہ جہاں اب بھی ایک آدھ عیسائی قلعہ موجود تھا پہونچانے کے لئے مسلمان فوج خود ان قیدیوں کے ساتھ گئے۔

ان میں سے تقریباً دس ہزار لوگ ایسے تھے کہ جو اپنا فدیہ ادا کرنے کے قابل نہیں تھے ان کا فدیہ خود سلطان نے اپنی جیب سے ادا کیا۔

ایسی کئی سو عورتیں سلطان کے پاس آئیں کہ ہمیں آپ نے جانے کی اجازت تو دے دی ہے لیکن ہمارے مرد آپ کے پاس جنگی قیدی ہیں (یہ لوگ حطین اور دوسری لڑائیوں میں قید ہوئے تھے)، ہم اپنے مردوں کے بغیر تباہ ہو جائیں گی، ہم پر رحم کریں اور ہمارے مرد ہمیں واپس کر دیں۔ ان کی آہ وازی دیکھ کر سلطان رو پڑے اور فوج میں ان تمام مردوں کو بلایا گیا کہ جو مسلمانوں کے قید میں تھے۔ انہیں عزت کے ساتھ خرچ دے کر ان کے بچوں اور بیویوں کے ساتھ عیسائی اکثریتی علاقوں کی جانب رخصت کر دیا گیا۔

اسی طرح سلطان کے بھائی نے بھی کئی ہزار قیدیوں کا فدیہ ادا کیا۔ ان میں تقریباً چالیس ہزار کے قریب ایسے قیدی بھی تھے جو بغیر فدیہ کے آزاد کر دیئے گئے۔ کیا دنیا کی تاریخ اتنے اعلیٰ اخلاق کی کوئی مثال بھی پیش کر سکتی ہے؟

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فتح مکہ کے بعد جو عام معافی دی وہ محدود نہیں رہی بلکہ ہر آنے والے دور میں ہر عاشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بعد میں اسی سنت پر عمل کرتے ہوئے ایسی ہی شاندار مثالیں قائم کیں ہیں۔ تاریخ انسانی اٹھا کر دیکھ لیں کہ جب بھی ہمارے دشمنوں نے ہمارے شہر فتح کیا تو انہوں نے مسلمانوں کو سخت نقصان پہونچایا، مگر مسلمانوں نے اپنے دشمنوں سے ہمیشہ احسان کا معاملہ رکھا۔

شعائر مقدسہ کی حفاظت

جب بیت المقدس کا شہر دشمن سے خالی ہو گیا تو سلطان صلاح الدین ایوبی علیہ الرحمہ نے حکم دیا کہ اس کے مقدس شعائر اور اشیاء اپنی قدیم حالت کی طرف لوٹا دی جائیں کیونکہ فرنگیوں نے ان میں بہت تبدیلی کر دی تھی لہذا انہیں اپنی اصلی حالت کی طرف لوٹا دیا گیا۔

مسجد اقصیٰ کی صفائی

اس کے بعد غازی اسلام سلطان صلاح الدین ایوبی علیہ الرحمہ نے مسجد اقصیٰ اور قبۃ الصخرہ کو نجاستوں سے پاک کر کے ان کے فرش اور دیواریں گلاب دمشق سے دھلوائیں۔ ان مقدس مقامات میں صلیبیوں نے حضرت عیسیٰ و مریم علیہم السلام کی خیالی تصویر بنوا رکھی تھی انہیں صاف کرنے اور جمعہ پڑھنے کا حکم دیا۔ قاضی محی الدین بن علی الشافعی علیہ الرحمہ نے خطبہ پڑھا انہوں نے خطبے میں موجودہ حالات اور اسلام کی عظمت کو اس طرح بلاغت آمیز مؤثر انداز میں بیان کیا کہ اس کو سن کر مسلمانوں کے رونگٹے گھڑے ہو گئے (یہ خطبہ اس قدر عمدہ تھا کہ) راویوں نے اور مؤرخوں نے اسے نقل کر کے بیان کیا۔

صلاح الدین کی امامت

بعد ازاں سلطان صلاح الدین ایوبی علیہ الرحمہ نے مسجد اقصیٰ کی پنج وقتہ نمازیں امام اور خطیب کی حیثیت سے پڑھاتا رہا، اس نے حکم دیا کہ اس کے لئے منبر تیار کیا جائے اس پر مسلمانوں نے اسے آگاہ کیا کہ بیس سال ہوئے سلطان العادل حضرت نور الدین محمود زنگی الخنقی علیہ الرحمہ کے لئے ایک منبر تیار کیا گیا تھا اور حلب کا کاریگروں نے اکٹھے ہو کر کئی سالوں میں اس منبر کو عمدہ کاریگری سے تیار کیا تھا لہذا سلطان نے حکم دیا کہ وہ منبر لا کر مسجد اقصیٰ میں نصب کیا جائے۔ آپ نے یہ بھی حکم دیا کہ مسجد اقصیٰ کو آباد کیا جائے اور اس کی مناسب تعمیر کی جائے اور قبۃ الصخرہ کے اوپر سے سنگ مرمر اکھیڑ دیا جائے، اس

کی وجہ یہ تھی کہ عیسائیوں کے پادری صخرہ کے پتھر کو فروخت کرنے لگے تھے وہ اس پتھر کو تراش کر کے اسے سونے کے بھاؤ پر فروخت کرتے تھے فرنگی عیسائی اس سے برکت حاصل کرنے کے لئے اس کی خریداری میں مقابلہ کرنے لگے اور پتھر کے ان ٹکڑوں کو اپنے گرجاؤں میں رکھنے لگے۔ اس نتیجہ یہ ہوا کہ فرنگی بادشاہوں کے دلوں میں یہ اندیشہ پیدا ہوا کہ کہیں یہ صخرہ فنا نہ ہو جائے لہذا (اس کی حفاظت کے لئے) انہوں نے اس صخرہ کے اوپر سنگ مرمر کا فرش بچھا دیا۔ (مگر بیت المقدس کی فتح کے بعد) سلطان صلاح الدین نے اس کے اکھیڑنے کا حکم دیا۔ اب مسجد اقصیٰ میں قرآن کریم کے بہت سے نسخے اکٹھے ہو گئے اور وہاں (تلاوت قرآن کے لئے) قاری مقرر کیے گئے جن کی تنخواہ مقرر تھی سلطان نے وہاں خانقاہیں اور مدارس بھی تعمیر کرائے۔ (تاریخ ابن خلدون حصہ ہشتم صفحہ ۵۳۹)

بتادوں کہ بیت المقدس پر تقریباً ۷۶۱ سال مسلسل مسلمانوں کا قبضہ رہا۔ تاآنکہ ۱۹۴۸ عیسوی میں امریکہ، برطانیہ، فرانس کی سازش سے فلسطین کے علاقہ میں یہودی سلطنت قائم کی گئی اور بیت المقدس کا نصف حصہ یہودیوں کے قبضے میں چلا گیا۔ ۱۹۶۷ عیسوی کی عرب اسرائیل جنگ میں بیت المقدس پر اسرائیلیوں نے قبضہ کر لیا۔

تیسری صلیبی جنگ

جب بیت المقدس پر قبضے کی خبر یورپ پہنچی تو سارے یورپ میں کہرام مچ گیا۔ ہر طرف لڑائی کی تیاریاں ہونے لگیں۔ جرمنی، اٹلی، فرانس اور انگلستان سے فوجوں پر فوجیں فلسطین روانہ ہونے لگیں۔ انگلستان کا بادشاہ رچرڈ جو اپنی بہادری کی وجہ سے شیر دل مشہور تھا اور فرانس کا بادشاہ فلپ آگسٹس اپنی اپنی فوجیں لے کر فلسطین پہنچے۔ یورپ کی اس متحدہ فوج کی تعداد ۶ لاکھ تھی جرمنی کا بادشاہ فریڈرک باربروسا بھی اس مہم میں ان کے ساتھ تھا۔

عیسائی دنیا نے اس قدر لاتعداد فوج ابھی تک فراہم نہ کی تھی۔ یہ عظیم الشان لشکر یورپ سے روانہ ہوا اور عکہ کی بندرگاہ کا محاصرہ کر لیا اگرچہ سلطان صلاح الدین ایوبی علیہ الرحمہ نے تنہا عکہ

کی حفاظت کے تمام انتظامات مکمل کر لیے تھے لیکن صلیبیوں کو یورپ سے مسلسل کمک پہنچ رہی تھی۔ ایک معرکے میں دس ہزار عیسائی قتل ہوئے مگر صلیبیوں نے محاصرہ جاری رکھا لیکن چونکہ کسی اور اسلامی ملک نے سلطان کی طرف دست تعاون نہ بڑھایا اس لیے صلیبی ناکہ بندی کی وجہ سے اہل شہر اور سلطان کا تعلق ٹوٹ گیا اور سلطان باوجود پوری کوشش کے مسلمانوں کو کمک نہ پہنچا سکا۔ تنگ آکر اہل شہر نے امان کے وعدہ پر شہر کو عیسائیوں کے حوالہ کر دینے پر آمادگی ظاہر کی۔ فریقین کے درمیان معاہدہ طے ہوا کہ جس کے مطابق مسلمانوں نے دو لاکھ اشرفیاں بطور تاوان جنگ ادا کرنے کا وعدہ کیا اور صلیب اعظم اور ۵۰۰ عیسائی قیدیوں کی واپسی کی شرائط طے کرتے ہوئے مسلمانوں نے ہتھیار ڈال دیے۔ مسلمانوں کو اجازت دے دی گئی۔ وہ تمام مال اسباب لے کر شہر سے نکل جائیں لیکن رچرڈ نے بد عہدی کی اور محصورین کو قتل کر دیا۔

عکہ کے بعد صلیبیوں نے فلسطین کی بندرگاہ عسقلان کا رخ کیا۔ عسقلان پہنچنے تک عیسائیوں کا سلطان کے ساتھ گیارہ بارہ بار مقابلہ ہوا سب سے اہم معرکہ ارسوف کا تھا۔ سلطان نے جواں مردی اور بہادری کی درخشندہ مثالیں پیش کیں لیکن چونکہ کسی بھی مسلمان حکومت بالخصوص خلیفہ بغداد کی طرف سے کوئی مدد نہ پہنچی۔ لہذا سلطان کو پسپائی اختیار کرنا پڑی۔ واپسی پر سلطان نے عسقلان کا شہر خود ہی تباہ کر دیا۔ اور جب صلیبی وہاں پہنچے تو انہیں اینٹوں کے ڈھیر کے سوا کچھ بھی حاصل نہ ہوا۔ اس دوران سلطان صلاح الدین ایوبی نے بیت المقدس کی حفاظت کی تیاریاں مکمل کیں کیونکہ اب صلیبیوں کا نشانہ بیت المقدس تھا۔ سلطان نے اپنی مختصر سی فوج کے ساتھ اس قدر عظیم لاؤ لشکر کا بڑی جرات اور حوصلہ سے مقابلہ کیا۔ جب فتح کی کوئی امید باقی نہ رہی تو صلیبیوں نے صلح کی درخواست کی۔ فریقین میں معاہدہ صلح ہوا۔ جس کی رو سے تیسری صلیبی جنگ کا خاتمہ ہوا۔

اس صلیبی جنگ میں سوائے عکہ شہر کے عیسائیوں کو کچھ بھی حاصل نہ ہوا اور وہ ناکام واپس ہوئے۔ رچرڈ شیردل، سلطان کی فیاضی اور بہادری سے بہت متاثر ہوا جرمنی کا بادشاہ بھاگتے ہوئے دریا میں ڈوب کر مر گیا اور تقریباً چھ لاکھ عیسائی ان جنگوں میں کام آئے۔

معاهدہ کے شرائط مندرجہ ذیل تھیں:

بیت المقدس بدستور مسلمانوں کے پاس رہے گا۔

ارسوف، حیفہ، یافہ اور عکہ کے شہر صلیبیوں کے قبضہ میں چلے گئے

عسقلان آزاد علاقہ تسلیم کیا گیا۔

زائرین کو آمد و رفت کی اجازت دی گئی۔

صلیب اعظم بدستور مسلمانوں کے قبضہ میں رہی۔

تیسری صلیبی جنگ میں سلطان صلاح الدین نے ثابت کر دیا کہ وہ دنیا کا سب سے طاقتور ترین حکمران ہے۔

عظیم جنگی کارنامے

یہاں کچھ اور بھی عظیم کارنامے ہیں جنہیں سلطان علیہ الرحمہ نے اپنی زندگی کے آخری برسوں کے دوران سرانجام دیا اور شاید چھ برس سے زائد نہ ہوں گے اور یہ مختلف النوع کامیابیوں سے بھرپور ہیں اور وہ یہ ہیں: فتح بیت المقدس، حماة، بعلبک، قلعہ عزاز، قلعہ البیرہ، قلعہ شقیف، بیسان، رُہا، حران، رقہ، بلاد خاربور، بزریہ، قلعہ طرطوس، دربساک، نفراس، انطاکیہ، قلعہ کوبک، عسقلان، بکاس، شغری، سرمین، نصیبین، تل خالد، عنتاب، طبریہ، الناصرة، ارسوف، ہونین، جبلہ، انطرطوس، الاذقیہ، حص، عنصری، حصن الغازریہ، البرج الاحمر، حصن الخلیل، تل الصافیہ، قلعہ الجبیب الفوقانی، الجبیب التحتانی، الحصن الاحمر، لد، قلنسوہ، القاٹون، قیون، الکراک، حلب، قلعہ حارم، میار فارقین، قلعہ الشوبک، قلعہ السلع، الوعیرہ، قلعہ الجمع، قلعہ الطفیلہ، طبریہ، عکا، قلعہ اللہرمز، صفد، حصن بازو، حصن اسکندرونہ صور اور عکا کے مابین، قلعہ ابی الحسن، بالائی ساحل پر ایک شہر، المرقید، حصن یحضور (جبلہ اور مرقب کے مابین)، بلنیاس، میون، بلانس، حصن الجماہریہ، قلعہ ایسڈو، بکسرا نیل، انسرمانیہ، قلعہ برزویہ، طبریہ، دربساک

(انطاکیہ کے قریب)، حیفاء، نابلس، تینین، صیدام بفراس (ارض بیروت میں) الدامور (صیدا کے نزدیک)، السوفنداس کے علاوہ اور بھی جنکے نام کچھ کتابوں میں پائے جاتے ہیں۔

(تاریخ ابن خلدون، ایوبی کی یلغاریں صفحہ ۷۹)

حضرت سلطان ایوبی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ "میرے دل میں یہ بات آتی ہے کہ ساحل کے بقیہ علاقے اللہ تعالیٰ کب فتح کروائے گا!!! میں جب پورے ملک میں بنظر غائر دیکھتا ہوں تو دل میں یہ بات اٹھتی ہے کہ لوگوں کو خیر باد کہوں..... گھنے جنگلوں تک پہنچوں..... سمندر کی پشت پر سوار ہو کر..... ایک ایک جزیرہ تک پہنچوں..... زمین کا ایک ایک چپہ تلاش کروں..... روئے زمین پر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ گستاخی کرنے والوں کو زندہ باقی نہ رکھوں..... یا پھر میں خود شہید ہو جاؤں۔

وصال پر ملال

جہاد کی پر مشقت زندگی اور مسلسل بے آرامی نے سلطان کو مریض بنا دیا تھا، مرض کی شدت میں رمضان کے کئی روزے قضا ہو گئے مگر جہاد نہ چھوٹا، اب جو موقع ملا تو قضا روزے ادا کرنا شروع کر دیئے، معالج نے ان کی تکلیف کا لحاظ کرتے ہوئے اس سے منع کیا مگر سلطان نے اس اتفاق نہ کرتے ہوئے فرمایا کہ "معلوم نہیں آئندہ کیا ہو، چنانچہ وہ مسلسل روزے رکھتے رہے اور اپنی قضا کا پورا کفارہ کر دیا۔ اسی قیام میں شہر پناہ کی مرمت کروائی، خندق کھدوائی، نئے اوقاف قائم کیے اور پھر بیت المقدس کا نظام امیر عزالدین جبر کے سپرد کر کے دمشق روانہ ہو گئے۔ تاریخ بتاتی ہے کہ اس سال سلطان نے اپنی کمزوری اور نقاہت کے باوجود دمشق سے باہر آکر حج حرمین الشریفین سے لوٹنے والوں کا گرم جوشی اور پرتپاک انداز سے استقبال کیا۔ وہ اگلے سال خود بھی حج پا جانے کا ارادہ رکھتے تھے لیکن وسط صفر المظفر میں مرض شدت اختیار کر گیا اور وصال سے تین روز قبل غشی کی سی حالت طاری ہو گئی، معلوم ہوتا تھا کہ بیس سال کا تھکا ماندہ مجاہد تکان اتار رہا ہے ۲۷ صفر المظفر ۵۸۹ ہجری کی صبح کا ستارہ افق نمودار ہوا تو سلطان صلاح الدین ایوبی علیہ الرحمہ کی نبضیں ڈوب رہی تھیں۔ حضرت شیخ ابو جعفر علیہ الرحمہ نے سکرات موت کے

آثار محسوس کر کے سورۃ حشر کی تلاوت شروع کی جب آیت ھو اللہ لا الہ الا ھو عالم ال پر پہونچے تو یکایک سلطان نے آنکھیں کھول دیں مسکرائے اور تبسم ریز لہجے میں کہا "سچ ہے" یہ کہہ کر ہمیشہ کے لئے آنکھیں بند کر لیں۔

شیخ ضیاء الدین ابو القاسم عبد المالک نے غسل دیا اور قلعہ کے باغ کی بارہ دری میں عصر کے وقت اسی مقام دفن کر دیا۔ جہاں انہوں نے انتقال فرمایا تھا، جو تلوار جہادوں میں ان کے زیب کمر تھی ان کے برابر میں رکھ دی گئی اور اسے وہ جنت میں اپنے ساتھ لے گیا۔

مورخین لکھتے ہیں کہ جب حضرت سلطان صلاح الدین ایوبی علیہ الرحمہ فاتح بیت المقدس، فلسطین، شام، یمن، لبنان، اردن، عراق، مصر، حجاز، بصری، دمشق، حمص کا جب وصال ہوا تو ان کے کفن کے لئے قرض حاصل کر کے ان کی تدفین کا انتظام کیا گیا حتیٰ کہ اور لکڑیاں تک جو قبر میں لگیں قرض پر منگوائی گئیں۔ ان کی وصال کے بعد جب ذاتی مال و ملکیت کا حساب کیا گیا تو ایک گھوڑا، ایک تلوار، ایک زرہ، اور ۳۶ چھتیس درہم کے علاوہ کچھ بھی نہ تھا۔ آپ شدید خواہش کے باوجود حج نہ کر سکے کیونکہ حج کے لئے رقم نہ تھی۔

لوگوں ہر اس قدر ہجوم الم تھا کہ ان کی زبانیں گنگ ہو گئی تھی۔ دہن کے بعد ہر شخص گھر چلا گیا اور ماتم میں مکان کے دروازے بند کر کے بیٹھ رہا۔ صرف خاموشی اور سنسان سڑکیں بتاتی تھیں کہ لوگوں پر کس قدر عظیم صدمہ گزرا ہے۔

طیب عبد اللطیف نے لکھا ہے کہ "اس کے علم میں صرف اسی ایک سلطان کی نظیر ہے۔ جس کے لئے واقعی رعایا نے ماتم کیا۔"

مورخ ابن خلکان کے مطابق "ان کی وفات کا دن اتنا تکلیف دہ تھا کہ ایسا تکلیف دہ دن اسلام اور مسلمانوں پر خلفائے راشدین کی موت کے بعد کبھی نہیں آیا۔"

سلطان العادل حضرت نور الدین زنگی الخنفي عليه الرحمہ اپنے دور حیات میں فرمایا کرتے

تھے کہ اسلام کو ہر دور میں ایک صلاح الدین ایوبی (علیہ الرحمہ) کی ضرورت ہوگی۔

انگریز مورخ لین پول نے بھی سلطان کی بڑی تعریف کی ہے اور لکھتا ہے کہ ”اس کے

ہمعصر بادشاہوں اور اس میں ایک عجیب فرق تھا۔ بادشاہوں نے اپنے جاہ و جلال کے سبب

عزت پائی اور انہوں نے عوام سے محبت اور ان کے معاملات میں دلچسپی لے کر

ہر دلعزیزی کی دولت کمائی۔“

مشہور مورخ ولیم آف ٹائر نے سلطان کی شان میں کہا ہے کہ بے مثال ذہانت کا حامل،

دوران جنگ ایک برق رفتار وجود اور انسان کی توقع سے بھی زیادہ شریف اور کریم النفس۔

مشہور انگریز داں دانٹے نے کہا ہے صلاح الدین کی ذات ایسی منفرد اور عظیم الشان ہے

کہ جس کو دیکھ کر میں بھی اپنے انسان ہونے کو فخر کر سکتا ہوں۔

اللہ عز و جل کی سلطان صلاح الدین ایوبی علیہ الرحمہ پر کروڑ ہا کروڑ رحمتیں نازل ہو اور اللہ سبحانہ

و تعالیٰ اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے وسیلے سے اسلام کو پھر ایسے حکمران عطا کرے۔

جن میں ایسا جذبہ جہاد ہو۔ جو مسلمانوں پر ہونے والے ہر ظلم و ستم کا منہ توڑ جواب دے سکیں۔



اقوال

حضرت الحافظ القاری مولانا الملک الناصر ابوالمظفر

سلطان صلاح الدین الدین ایوبی الشافعی علیہ الرحمہ

★ میں اپنی قوم کو اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ حدیث یاد کرانا چاہتا ہوں کہ "اپنے آپ کو جان لو کہ تم کون ہو اور کیا ہو اور اپنے دشمن کو اچھی طرح پہچان لو کہ وہ کون ہے اور کیا ہے اور تمہارے متعلق وہ کیا ارادے رکھتا ہے"۔

★ جس قوم کے نوجوان روحانیت (دین) کو چھوڑ کر مردہ دلی اور فحاشی کی زندگی گزارنے پر اتر جائیں وہ قوم بغیر جنگ کے ہار جاتی ہے۔

★ جس قوم کے نوجوان بیدار ہو جائیں اس قوم کو کوئی شکست نہیں دے سکتا۔

★ مجھے نہیں معلوم کہ اسلام تلوار سے پھیلایا اخلاق سے مگر میں اس بات کو بخوبی جانتا ہوں کہ اسلام کی حفاظت کے لئے تلوار کی ضرورت پڑتی ہے۔

★ یاد رکھو میرے دوستو! فوج بغیر قوم کے اور قوم بغیر فوج کے دشمن کے لئے آسان شکار ہوتی ہے۔

★ صلیبی اور یہودی ہر دور میں اسلام کی فوج اور قوم کے درمیان منافرت پیدا کرنے کی کوششیں کریں گے۔

★ حکمران جب اپنی جان کی حفاظت کو ترجیح دینے لگے تو ملک اور قوم کی حفاظت کے قابل نہیں رہتا۔

★ جہاں روٹی مزدوری کی تنخواہ سے مہنگی ہو جائے وہاں تین چیزیں سستی ہو جاتی ہے (الف) عورت کی عزت (ب) مرد کی غیرت (ج) مسلمان کا خون

★ مسلمان کی تلوار پر جب عورت اور شراب کا سایہ پڑ جائے تو یہ لوہے کا بے کار ٹکڑا بن جاتا ہے۔

★ اگر کسی قوم کو بغیر جنگ کے شکست دینی ہو تو اسکے نوجوانوں میں فحاشی پھیلا دو۔

★ سلطنت اسلامیہ کی کوئی حد نہیں تم نے جس دن اپنے آپ کو اور خدا کے اس عظیم مذہب اسلام کو سرحدوں میں پابند کر لیا اُس روز سے یہ سمجھو کہ تم اپنے ہی قید ہو جاؤ گے پھر تمہاری سرحد سکڑنے لگیں گے۔

★ مجھے نظر آرہا ہے کہ فلسطین کا خطہ خون میں ڈوبا رہے گا۔

★ حکومت کا نشہ، دولت اور عورت، اچھے اچھے انسانوں کو اندھا کر دیتے ہیں۔

★ کافر سے پہلے غدار کو قتل کرنا ضروری ہے۔

★ ایک جاسوس دشمن کے پورے لشکر کو شکست دے سکتا ہے اور ایک غدار اپنی قوم کو شکست کی ذلت میں ڈال سکتا ہے۔

★ باوقار قوم کی طرح زندہ رہنا چاہیے ہو تو اپنی روایات نہ بھولو۔

★ دفاع کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ دشمن تمہیں مارنے کے لئے نیام سے تلوار نکال ہی رہا ہو پہلے ہی اس کی گردن اڑا دے۔ وہ اگر کل حملے کے لئے آرہا ہو، تو تم اس پر ہی حملہ کر دو۔

★ اگر ہم کفر کے طوفان کو نہ روکیں تو ہم مسلمان نہیں بلکہ بے غیرت ہونگے اور اگر اسلام کا دفاع اس طرح کریں کہ دشمن کے انتظار میں گھر بیٹھے رہیں اور جب وہ حملہ کرے تو گھر ہی میں اس کے خلاف لڑیں اور پھر یہ فخر بھی کریں کہ ہم نے دشمن کو پسپا کر دیا تو یہ ہماری بزدلی کا ثبوت ہو گا۔

★ ہم عصمتوں کے پاسباں ہیں اور صلیبی عصمتوں کے بیوپاری۔

★ تمہیں یہ اصول قرآن نے دیا ہے کہ جنگ ہو تو لڑو اور نہ ہو تو جنگ کی تیاری کرو۔

★ حکمران اپنی حکومت کی حفاظت کرتا ہے اور مجاہد اپنے ملک پر قربان ہوتا ہے۔

★ بری عادت اور اچھے تعلقات کی طاقت کا اندازہ تب ہوتا ہے جب انہیں چھوڑنے کی کوشش کی جائے۔

★ کبھی قوم اور فوج میں نفرت پیدا ہو جائے سمجھ لو سلطنت اسلامیہ کا زوال شروع ہو گیا۔

★ مجھے ایک لاکھ عیسائیوں اور انکی تلواروں سے کوئی خطرہ نہیں ہے مجھے تو خطرہ ہے ان ایک ہزار مسلمانوں سے جو شراب کے پیالوں میں غرق ہو چکے ہیں۔

★ آزادی کی تکلیف غلامی کے آرام سے بہتر ہے۔

★ اسلام کے محافظ شراب کے منکوں میں ڈوب گئے اور پاسبانوں نے خود کو گھروں میں قید کر لیا اور عورتیں ان کے پیروں کی زنجیریں بن گئی ہیں۔

★ مجھے اس بات سے بحث نہیں کہ، اسلام اخلاق سے پھیلا یا تلوار سے، لیکن اسلام کی حفاظت کے لیے تلوار ضروری سمجھتا ہوں۔

★ زندگی ضرورت کے مطابق گزارو خواہش کے مطابق نہیں، کیونکہ ضرورت فقیر کی بھی پوری ہو جاتی ہے لیکن خواہش بادشاہ کی بھی ادھوری رہ جاتی ہے۔

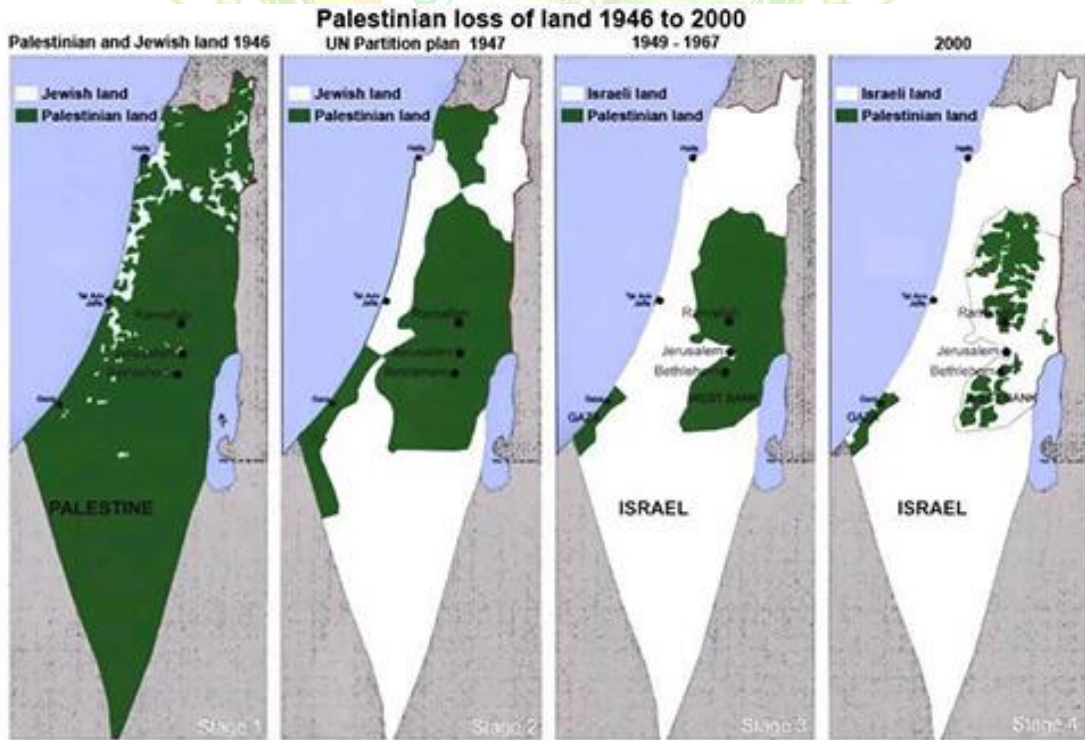
★ "اللہ نہ کرے، اسلام کا نام جب بھی ڈوبا مسلمانوں کے ہاتھوں سے ڈوبے گا۔ ہماری تاریخ غداروں کی تاریخ بنتی جا رہی ہے۔ یہ رجحان بتا رہا ہے کہ ایک روز مسلمان جو برائے نام مسلمان ہوں گے اپنی سرزمین کفار کے حوالے کر دیں گے۔ اگر اسلام کہیں زندہ رہا تو وہاں

مسجدیں کم اور قبحہ خانے زیادہ ہوں گے۔ ہماری بیٹیاں صلیبیوں کی طرح بال کھلے چھوڑ کر بے حیا ہو جائیں گی۔ کفار انھیں اسی راستے پر ڈال رہے ہیں۔

★ ہمارے زوال کا باعث تخت و تاج کا نشہ اور زرو جو اہرات کی محبت ہے۔ کہاں وہ وقت تھا کہ ہم دنیا پر چھا گئے تھے اور کہاں ہمارا وقت ہے کہ دنیا ہم پر چھا گئی ہے اور ہم آخرت کو فراموش کئے بیٹھے ہیں۔

★ مسلمانوں کی زندگی پھولوں کی سیج نہیں۔ جانتے نہیں ہو صلیبی سلطنت اسلامیہ کو چوہوں کی طرح کھا رہے ہیں اور جانتے ہو کہ وہ کیوں کامیاب ہو رہے ہیں؟ صرف اس لئے کہ ہم نے پھولوں کی پتیوں پر چلنا شروع کر دیا ہے۔

★ تم پرندوں سے دل بہلایا کرو۔ سپاہ گری اس آدمی کیلئے ایک خطرناک کھیل ہے جو عورت اور شراب کا دلدارہ ہو۔



ماخذ

اسمائے کتب	مؤلف / مصنف
قرآن کریم	کلام الہی
کنز الایمان	امام اہلسنت الشاہ امام احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمہ
سید التفاسیر المعروف بہ تفسیر اشرفی	شیخ الاسلام حضرت علامہ سید مدنی میاں کچھوچھوی
تاریخ ابن خلدون	عبدالرحمن بن محمد بن خلدون الحضرمی
البدایہ والنہایہ	علامہ حافظ ابولفداء عماد الدین ابن کثیر دمشقی
جامع کرامات الاولیاء	علامہ حضرت یوسف بن اسماعیل النہہانی علیہ الرحمہ
حیات المعظم فی مناقب سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ	تاج الفقرا صوفی غلام محمد قادری قدس سرہ اللہ العزیز
تاریخ اسلام	مورخ اسلام مولانا اکبر شاہ نجیب آبادی
داستان ایمان فروشوں کی	عنایت اللہ التمش
ویکیپیڈیا آزاد دائرۃ المعارف	گوگل سرچ انجن
اسلامی معلومات کا انسائیکلو پیڈیا	علامہ سراج احمد سراج قادری
صلاح الدین الایوبی	الدکتور علی محمد الصلابی
بیت المقدس	رئیس المصنفین حضرت مفتی محمد فیض احمد اویسی
الدولۃ الزنکیہ	الدکتور علی محمد الصلابی
صلاح الدین الایوبی	الدکتور علی محمد الصلابی
المداخ النبویہ	الدکتور محمود علی مکی
محفل میلاد اور شاہ اربل	محقق العصر علامہ مفتی محمد خان قادری
سلطان نور الدین زنگی اور سلطان صلاح الدین الایوبی سید محمد زید زمان حامد	

دعوت عمل

۱. ایمان کی حفاظت کے لئے اعلیٰ حضرت الشاہ امام احمد رضا خان قدس سرہ اور دیگر علماء اہلسنت و جماعت کی کتابوں کا مطالعہ کیجئے۔ جو حضرات خود نہ پڑھ سکیں وہ اپنے پڑھے لکھے بھائی سے درخواست کریں کہ وہ پڑھ کر سنائے۔
۲. مسلک اہل سنت و جماعت اور مشرب قادریت یا چشتیت یا سہروردیت یا نقشبندیہ پر مضبوطی سے قائم رہیں اور بد مذہبوں کی صحبت سے بچیں۔
۳. فرائض و واجبات کی ادائی کو ہر کام پر اولیت دیجئے اس طرح حرام و مکروہ کاموں اور بدعات سے اجتناب کیجئے کہ اسی میں دنیا و آخرت کی بھلائی ہے۔
۴. فریضہ نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ تمام ترکوشش سے ادا کیجئے کہ کوئی ریاضت اور مجاہدہ ان فرائض کی ادائی کے برابر نہیں ہے۔
۵. پنجگانہ نمازیں اپنے قریب کے مسجدوں میں ادا کریں اور امام صاحب کا بھی خیال رکھا کریں کیونکہ وہ قوم کا رہبر و رہنما ہے۔
۶. حتی الامکان شریعت مطہرہ کی پابندی کریں۔
۷. خوش اخلاقی، حسن معاملہ اور وعدہ وفائی کو اپنا شعار بنائیے۔
۸. اپنی زبان، ہاتھ یا کسی اور طریقے سے ہر گز ہر گز کسی کو تکلیف نہ پہنچائیں۔
۹. قرض ہر صورت میں ادا کیجئے کہ شہید کے تمام گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں لیکن قرض معاف نہیں کیا جاتا ہے۔ کتابوں میں ہے کہ جو دنیا میں تقریباً تین پیسے قرض دبالے گا بروز قیامت اس کے بدلے سوسات باجماعت نماز دینی پڑ جائیں گی۔
۱۰. خیال رہے کہ آپ سے حقوق العباد میں کوتاہی نہ ہو۔

۱۱. قرآن کی تلاوت کیجئے اور اس کے مطالب و مفاہیم سمجھنے کے لیے کلام پاک کا بہترین ترجمہ

کنز الایمان از امام اہلسنت الشاہ امام احمد رضا خان قدس سرہ پڑھ کر ایمان تازہ کیجئے۔

۱۲. اپنے اپنے مشرب کے شعبہ شریف میں دئے گئے وظائف میں جتنا ہو سکے اس کی پابندی کریں۔

۱۳. ہر قمری مہینے کی چھٹی تاریخ کو خواجہ خواجگاں حضرت خواجہ غریب نواز قدس سرہ، گیارہ تاریخ کو غوث الاعظم محبوب سبحانی شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ اور اٹھائیس تاریخ کو غوث العالم محبوب یزدانی سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ النورانی کی فاتحہ کا اہتمام کریں۔

۱۴. فاتحہ، عرس، میلاد شریف، شادی بیاہ اور اس طرح کی تمام تقریبات میں کھانے، شیرینی اور پھلوں کے علاوہ علمائے اہل سنت کی تصانیف بھی تقسیم کیجئے۔

۱۵. اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے احکام و فرامین جاننے، ان پر عمل کرنے اور دوسروں تک پہنچانے کے لئے تمام سنی تنظیموں اور تحریکوں شمولیت اختیار کیجئے۔

۱۶. ہر شہر میں سنی رسالے، لیٹرچر یا کتابیں فراہم کرنے کے لئے کتب خانہ قائم کیجئے یہ تبلیغ بھی ہے اور بہترین تجارت بھی۔

۱۷. اسلامی بہنوں کی تعلیم و تربیت کے لیے کم سے کم ہر ماہ اپنے قرب و جوار میں اجتماعات کا اہتمام کیجئے۔

۱۸. مزارات پر الٹی سیدھی حرکتیں کرنا مثلاً بے پردہ عورتوں کا جانا، ناچ گانا کرنا، چرس پینا، جگہ جگہ جعلی عاملوں اور جعلی پیروں کی بورڈ ہونا وغیرہ۔ ان سب کاموں کو اہلسنت و جماعت

پر ڈال کر بدنام کرے کی ناپاک کوشش کی جاتی ہے لہذا ان تمام خرافاتوں سے پاک کرنے کی
بھرپور کوشش کریں۔

۱۹. کوئی شخص مزارات اولیاء پر جا کر سجدہ یا طواف کرتا ہے تو اسے سختی سے روکا جائے اور انہیں
اہلسنت وجماعت کی تعلیمات سے آگاہ کیا جائے۔

۲۰. آل انڈیا علماء مشائخ بورڈ کی رکنیت قبول کیجئے، رکنیت فارم دفتر سے طلب کیجئے۔

آخر میں.....

اللهم اختم لنا بحسن الخاتمه ولا تختم علينا بسوء الخاتمه اللهم ارزقني شهادة في سبيلك واجعل موتي في بلد
رسول لك صلى الله عليه وسلم وصلى الله على خير خلقه محمد واله واصحابه اجمعين برحمتك يا ارحم الراحمين

موت آئے درِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر سید

ورنہ تھوڑی سی زمیں ہوشہ سمنائ کے قریب

فقیر قادری گدائے اشرف سمنائ

آل رسول احمد الصدیقی الاشرفی القادری کیٹھاری

ابن

شیخ محمد عقیق الدین الصدیقی الحنفی اشرفی

(المملكة العربية السعودية)

۱۹ ربیع النور ۱۴۳۷ ہجری بروز چہار شنبہ بعد نماز ظہر

Please Like, Download, Share and Subscribed
For Eisaal e Sawaab All Muslims (Sunni Muslims)

YouTube Channel

<http://www.youtube.com/c/AaleRasoolAhmad>

Follow on twitter

www.twitter.com/aaleashrafi

Email

aalerasoolahmad@gmail.com

Facebook: www.facebook.com/aalerasoolahmad

Blogger

www.aalerasoolahmad.blogspot.com

Scribd: www.scribd.com/aale8rasool8ahmad

Slideshare: www.slideshare.net/mdalerasool

Priterest: www.pinterest.com/aalerasoolahmad

Note: if you find any typing mistake or wrong reference Please inform above address In Sha
Allah I will edit very soon.

جزاك الله خيرا واسعا

Introduction to AIUMB

All India Ulama & Mashaikh Board (AIUMB) has been established with the basic purpose of popularizing the message of peace of Islam and ensuring peace for the country and community and the humanity. AIUMB is striving to propagate Sunni Sufi culture globally .Mosques, Dargahs, Aastanas, and Khanqahs are such fountain heads of spirituality where worship of God is supplemented with worldly duties of propagating peace, amity, brotherhood and tolerance.

AIUMB is a product of a necessity felt in the spiritual, ethical and social thought process of Khaqwaahs.Khanqwaahs also have made up their mind to update the process and change with the changing times. As it is a fact that Khanqwaahs cannot ignore some of the pressing problems of the community so the necessity to change the work culture of these centers of preaching and learning and healing was felt strongly. AIUMB condemns all those deeds and words that destabilize the country as it is well known that this religion of peace never preaches hatred .Islam is for peace. Security for all is the real call. AIUMB condemns violence in all its form and manifestation and always ready to heal the wounds of all the mauled and oppressed human beings. The integral part of the manifesto of AIUMB is peace and development. And that is why Board gives first priority to establish centers of quality modern education in Sunni Sufi dominated ares of the country. The other significant objectives of the Board are protection of waqf properties, development of Mosques, Aastanas, Dargahs and Khanqwaahs.

This Board is also active in securing workable reservation for Muslims in education and employment in proportion to their population. For this we have been organizing meetings in U.P, Rajasthan, Gujrat, Delhi, Bihar, West Bengal, Jharkhand, Chattisgadh, Jammu& Kashmir, and other states besides huge Sunni Sufi conferences and Muslim Maha Panchayets . Sunni conference (Muradabad 3rd Jan 2011)Bhagalpur(10th May 2010) and Muslim Maha Panchayet at Pakbara Muradabad (16th October 2011) and also Mashaikh e tareeqat conference of Bareilly (26th November 2011) are some of the examples.

HISTORICAL FACT AND THE NEED OF THE HOUR

The history of India bears witness to that fact that when Alama Fazle Haq Khairabadi gave the clarion call to fight for the freedom of our country all the Khanqahs and almost all the Ulama and Mashaikh of Ahl-E-Sunnah Wal-Jamaat rose in unison and gave proof of their national unity and fought for Independence which resulted in liberation of our country from British rule.

But after gaining freedom, our Khanqahs and The Ulama of Ahl-E-Sunnah Wal-Jamaat went back to the work of dawa and spreading Islam, thinking that the efforts that were undertaken to gain freedom are distant from religion and leaving it to others to do the job. Thus the Independence for which our Ulama and Mashaikh paid supreme sacrifice and laid down their lives resulted in us being enslaved and thereby depriving us legimative right to participate in the governance of our country.

After the Independence hundreds of issues were faced by the Umma, whether religious or economic were not dealt with in a proper way and we kept lagging behind. During the lat 50 years or so a handful of people of Ahl-E-Sunnah Wal-Jamaat could become MLA's, MP's and minister due to their individual efforts lacking all along solid organized community backing as a result of which Ahl-E-Sunnah Wal-Jamaat remained disassociated with the Government machinery and we find that we have not been able to found foothold in the Waqf Board, Central Waqf Board, Hajj Committee, Board for Development of Arbi, Persian & Urdu or Minorities Commission. Similarly when we look towards political parties big or small we see a specific non-Sunni lobby having strong presence. In all the Institution mentioned above and in all political parties Sunni presence is conspicuous by its absence.

Time and again Ulama and Mashaikh have declared that the Sunni's constitutes a total of approximately 75% of all Muslim population. This assertion have lived with us as a mere slogan and we have not been able to assert ourselves nor have we made any concerted efforts to do so.

It is the need of the hour that The Ulama and Mashaikh should unite and come on single platform under the banner of Ahl-E- Sunnah Wal-Jamaat to put forward their message to the Sunni Qaum. To propagate our message Sunni conferences should be held in the District Head Quarters and State Capitals at least once a year to show our strength and numbers this is an uphill task and would require huge efforts but rest assured that once we do that we shall be able to demonstrate our number leaving the non-Sunni way behind thereby changing the perception of political parties towards us and ensuring proper representation in every field.

AIMS AND OBJECTIVES OF AIUMB

- ★ To safeguard the right of Muslim in general and Ahl-E-Sunnah Wal-Jamaat in particular.

- ★ To fight for proper representation of responsible person of Ahl-E-Sunnah Wal-Jamaat in national and regional politics by creating a peaceful mass movement.
- ★ To ensure representation of Sunni Muslim in Government Organization specially in Central Sunni Waqf Boards and Minorities Commission.
- ★ To fight against the stranglehold and authoritarianism of non-Sunni's in State Waqf Board.
- ★ To ensure representation of Ahl-E-Sunnah Wal-Jamaat in the running of the state waqf board.
- ★ To end the unauthorized occupation of the Waqf properties belonging to Dargahs, Masajids, Khanqahs and Madarasas, by ending the hold of non-Sunni's and to safeguard Waqf properties and to manage them according to the spirit of Waqf.
- ★ To create an environment of trust and understanding among Sunni Mashaikh, Khanqahs and Sunni Educational institution by realizing the grave danger being paced by Ahl-E-Sunnah Wal-Jamaat. To rise above pettiness, narrow mindedness and short sightedness to support common Sunni mission.
- ★ To work towards helping financially weak educational institutions.
- ★ To provide help to people suffering from natural calamities and to work for providing help from Government and other welfare institutions.
- ★ To help orphans, widows, disabled and uncared patients.
- ★ To help victims of communalism and violence by providing them medical, financial and judicial help.
- ★ To organize processions on the occasion of Eid-Miladun-Nabi (SAW) in every city under the leadership of Sunni Mashaikh. To restore the leadership of Sunni Mashaikh in Juloos-E-Mohammadi (SAW) wherever they were organized by Wahabi and Deobandis.
- ★ To serve Ilm-O-Fiqah and to solve the problem in matters relating to Shariah by forming Mufti Board to create awareness among the Muslims to understand Shariah.
- ★ To establish Interaction with electronic and print media at district and state level to express our viewpoint on sensitive issues.

Ashrafe-Millat Hazrat Allama Maulana Syed Mohammad Ashraf Kichhowchhwi

President & Founder All India Ulama & Mashaikh Board

Email: ashrafemillat@yahoo.com

Twitter: www.twitter.com/ashrafemillat

Facebook: www.facebook.com/AIUMBofficialpage

Website: www.aiumb.com

Head Office :

20, Johri Farm,
2nd Floor, Lane No. 1
Jamia Nagar, Okhla
New Delhi India -25
Cell : 092123-57769
Fax : 011-26928700

Zonal Office:

106/73-C,
Nazar Bagh, Cantt. Road,
Lucknow Uttar Pradesh India.
Email : aiumbdel@gmail.com

اردو اور عربی زبان میں بہت جلد آپ لوگوں کی خدمت میں پیش کیا جائیگا۔

ان شاء اللہ عزوجل

اشرفی

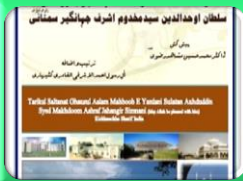
مختصرہ



حضرت سیدنا امام حسین اور یزید پلید بن معاویہ خالدي اموی



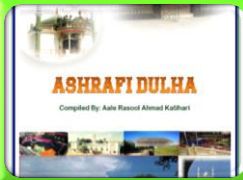
हुज़ूर का साया न था



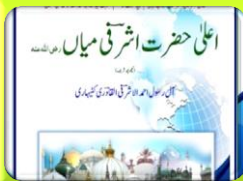
حیات سید مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی رضی اللہ عنہ



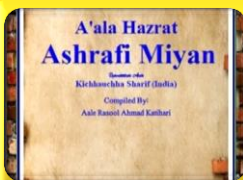
حناوادہ اشرفیہ کی عالمی درسگاہیں



Ashrafi Dulha (Roman Urdu)



اعلیٰ حضرت اشرفی میاں کچھو چھوی رضی اللہ عنہ



A'ala Hazrat Ashrafi Miyan (English)



देवबन्दियों की
रसूल दुश्मनी की ताज़ा मिसाल



فیشن اور پردہ
مؤلف حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان نعیمی اشرفی



इमाम अहमद रज़ा खां अलैहिर्रहमा
देवबंदियों की नज़र में (हिंदी)



حضور مفتی اعظم ہند کی نماز جنازہ کا امام کون؟



زکوٰۃ اور صدقہ فطر



Ashrafi Dulha (Roman Urdu)



شب برات آزادی کی رات



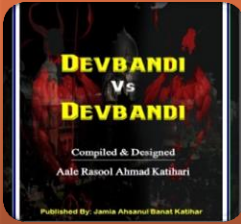
Aala Hazrat Aur Radd e Bid'at
(Roman Urdu)



अक्रीदा ए इल्म ए गैब
और देवबंद की क़लाबज़ियाँ (हिंदी)



ساجی سید عبدالرزاق نور العین الحسنی والحسینی



Devbandi Vs Devbandi



شہرہ قادریہ چشتیہ اشرفیہ



کرامات سید سلطان اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ



اشرفی پنجسورہ (زیر ترتیب)



Scribd: www.scribd.com/aale8rasool8ahmad

Slideshare: www.slidshare.net/mdalerasool

www.archive.com/aale_rasool_ahmad

www.aalerasoolamad.blogspot.com